عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۹ | ۶ تا ۱۳ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۰ء | شمارہ:۴

اعدائے اسلام کی تنگ نظری

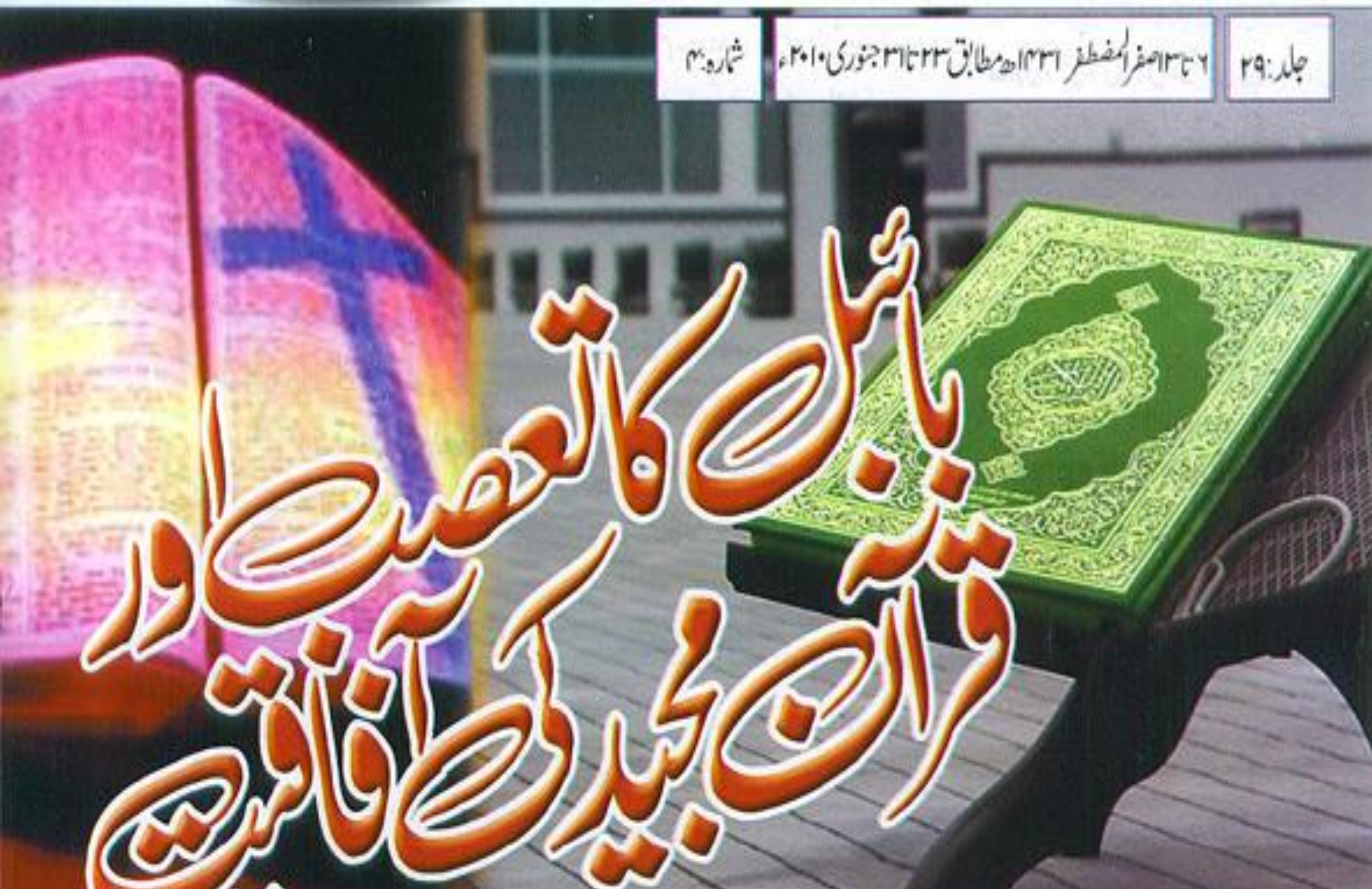

بائبل کا تعصب اور قرآن مجید کی آفاقیت

اشاعتِ اسلام میں صحابہ کرامؓ کی خدماتِ جلیلہ

یادِ رفتگاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

دفاع قرأۃ سبعہ

ذاکر حسین، کراچی

س:...... ہمیں یہ یقین ہے کہ آپ جیسے اہل بصیرت حضرات مندرجہ ذیل دو چیزوں میں واضح فرق کو سمجھتے ہیں:

۱:... اختلاف قرأۃ کا وہ فن جو مسلمان اہل علم میں پڑھا پڑھایا جاتا ہے اور وہ فن قرأۃ کی کتابوں میں مدون اور محفوظ شکل میں موجود ہے۔

۲:... اختلاف قرأۃ کی بنیاد پر بیس قرآن کریم کے مستقل نسخے الگ الگ قاری حضرات کے نام سے شائع کئے جائیں اور عام لوگوں میں پھیلائے جائیں۔

ہمیں یقین ہے کہ آپ جیسے اہل علم حضرات نمبر ۲ میں بیان کردہ موقف میں غور و فکر کریں گے اور اس معاملے میں عوام کے تشویش میں مبتلا ہونے کے پیش نظر محتاط اور چوکنا ہوں گے اور اس موقف کی قطعاً تائید نہیں کریں گے اور نہ ایسا کرنے کی کسی کو اجازت دیں گے، مگر اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ماہنامہ ''رُشد'' جے۔۹۹ ماڈل ٹاؤن لاہور کے جون ۲۰۰۹ء میں شائع ہونے والے اپنے جریدے کے توسط سے عوام تک یہ بات پہنچائی ہے کہ وہ مختلف قاری حضرات کے حوالے سے بیس الگ الگ مصحف شائع کرنے کا عزم رکھتے ہیں، جیسا کہ مذکورہ ماہنامہ ''رُشد'' جون کا شمارہ صفحہ ۶۷۸ سے واضح ہے۔

اس رسالے میں لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ امت کی ۷۰ فیصد سے زیادہ حنفی اکثریت کے اہل علم ہمارے اس پروگرام میں ہمارے ساتھ ہیں۔ حالانکہ ہمیں امید ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا آپ بزرگان کرام سے ہماری عاجزانہ التجا ہے کہ آپ اپنا نقطۂ نظر، خواہ بیان کی صورت میں یا فتویٰ کی صورت میں یا، دوسرے ذرائع ابلاغ کے توسط سے، یہ بات واضح فرمادیں کہ عوامی سطح پر اختلاف قرأۃ کی بنیاد پر قرآن کریم کے مختلف الگ الگ نسخے شائع کرنا مثلاً ''ورش'' کی قرأۃ یا ''قالون'' کی قرأۃ میں، اس طریقے سے دس قرأ کرام کے بیس شاگردوں کے حوالے سے بیس اختلافی مصاحف شائع کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ جس سے نہ صرف عام مسلمانوں کو تشویش ہوگی بلکہ غیر مسلموں کو چار انجیلوں کی طرح قرآن کریم کے حوالے سے پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی عظمت و حفاظت کے لئے اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے محفوظ کرنے کے لئے آپ جیسے اکابرین اسلام کی محنتوں کو قبول فرمائیں۔

ج:...... مخدوم مکرم! آپ کے مکتوب کے بعد ہمیں ماہنامہ ''رُشد'' کی انتظامیہ کی جانب سے بھی دفاع قرأۃ سبعہ کے سلسلہ میں ایک تحریر موصول ہوئی جس پر مختلف علماء و مفتیان کرام کی تصدیق ثبت تھی اور انہوں نے تحریراً ہم سے یہ درخواست کی کہ آپ بھی اس تحریر کی تصدیق کردیں یا اس سلسلے میں اپنی طرف سے نئی تحریر دیدیں۔ تو ہم نے انہیں جواباً لکھا کہ: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ موجودہ دور کے ملحدین خصوصاً منکرین حدیث جیسے تمنا عمادی، جاوید احمد غامدی وغیرہ جنہوں نے قرأۃ سبعہ کے تواتر کا انکار کیا ہے، ان کے جواب اور رد کی کوشش و سعی تو لائق صد تحسین ہے اور ہم اس نکتے پر ان کی بھرپور تائید کرتے ہیں، بلکہ ہمارے طبقہ اور ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ اجل اور سلسلہ پانی پتی کے استاذ الاساتذہ محقق دوراں حضرت مولانا قاری محمد طاہر پانی پتی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ نے ''دفاع قرأۃ'' نامی کتاب میں تمنا عمادی کی اس یاوہ گوئی کا بھرپور علمی انداز میں تعاقب فرمایا ہے۔ قرأۃ سبعہ کے دفاع میں یہ کتاب لاجواب اور عمدہ تحقیق ہے اور ہم بھی سو فیصد ان کے موقف کی تائید کرتے ہیں بلکہ اس کو اپنے دل کی آواز سمجھتے ہیں۔

لیکن جہاں تک ان کا قرأۃ مختلفہ پر مشتمل متن قرآن شائع کرنے کا تعلق ہے چونکہ پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں امت نے اس طرح کا کام نہیں کیا اور اس کو مفید نہیں سمجھا بلکہ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک رسم پر قرآن کریم کو مرتب کرایا تھا اور بقیہ تمام لغات کے مصاحف کو اٹھوا دیا تھا، ہم بھی رسم عثمانی کی حد تک متن قرآن کو کافی ووافی سمجھتے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کتب قرأۃ و تجوید میں اس تحقیق کو زندہ اور باقی رکھا جائے۔ اگر مختلف قرأتوں پر مشتمل قرآنی متن شائع کئے گئے تو اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوگا۔ فقط ھذا ما ظہر لی واللہ اعلم بالصواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

Powered by www.khatm-e-nubuwwat.info

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۶تا۱۲صفر المظفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۲تا۳۱جنوری ۲۰۱۰ء شمارہ:۴

اس شمارے میں!

اعدائے اسلام کی تنگ نظری!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
بائبل کا قومی تعصب اور قرآن مجید کی آفاقیت	۹	مولانا محمد اسماعیل عارفی
اشاعت اسلام میں صحابہ کرامؓ کی خدمات جلیلہ	۱۲	سہیل اختر قاسمی
روحانی بیماریوں کی فکر کیجئے (۲)	۱۵	مولانا محمد سلیم دہرات
صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ	۱۸	سیّد احمد حسین زید
خبروں پر ایک نظر	۲۰	ادارہ
یادرفتگان: پروفیسر سیّد ذوالکفل بخاریؒ، حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوریؒ، الحاج محمد الرحمٰن رحمانیؒ ... شفیلڈ	۲۲	مولانا سعید احمد جلال پوری

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

حشر کا بیان

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: لوگوں کو جمع کیا جائے گا قیامت کے دن ایسی حالت میں کہ برہنہ پا، برہنہ بدن اور غیرمختون ہوں گے، جیسا کہ پیدائش کے وقت تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: ''کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ، وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ'' (الانبیاء:۱۰۴) (جیسا کہ سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار، پھر اس کو دُہرائیں گے، وعدہ ضرور ہوچکا ہے ہم پر، ہم کو پورا کرنا ہے)۔ اور مخلوق میں سے پہلے شخص جن کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے، اور میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو دائیں جانب اور بعض کو بائیں جانب (یعنی دوزخ کی طرف) لے جایا جائے گا، تو میں کہوں گا کہ: یا اللہ! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ آپ جب سے ان سے جدا ہوئے یہ ہمیشہ مرتد رہے۔ پس میں کہوں گا جیسا کہ نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: یا اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمادیں تو آپ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۶۵)

حشر کے معنی جمع کرنے کے ہیں، قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا، اس لئے قیامت کا دن ''یوم البعث'' اور ''یوم الحشر'' کہلاتا ہے۔

اس حدیثِ پاک میں چند مضامین ارشاد ہوئے ہیں، اوّل یہ کہ پیدائش کے وقت انسان کی جو حالت ہوتی ہے یعنی ننگے پاؤں، برہنہ بدن اور غیرمختون، اسی حالت میں لوگ قبروں سے اُٹھیں گے۔

یہ مضمون بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: لوگ ننگے پاؤں، برہنہ بدن، اور غیرمختون اُٹھائے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مرد اور عورتیں ایک دُوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملہ اس سے کہیں سخت ہوگا کہ کسی کو اس کا خیال بھی آئے۔ (صحیح بخاری)

ایک روایت میں ہے کہ: عائشہ! معاملہ اس سے کہیں سخت ہوگا کہ کوئی کسی کو دیکھے۔ (صحیح مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ننگے بدن شرم نہیں آئے گی؟ فرمایا: عائشہ! حالت اس سے زیادہ خوفناک ہوگی کہ ایک دُوسرے کو دیکھیں۔ (ابن ابی شیبہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ستر کا کیا ہوگا؟ فرمایا: اس دن ہر شخص کی اپنی حالت فکر کے لئے کافی ہوگی۔ (نسائی، حاکم)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ہائے! ہمارے ستر کھل جائیں گے؟ مرد عورت سب اکٹھے اُٹھائے جائیں گے، اور ایک دُوسرے کے ستر کو دیکھتے ہوں گے؟ فرمایا: ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اس کے لئے کافی ہوگی، نہ مرد عورتوں کو دیکھیں گے، نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں گی، ہر شخص دُوسروں سے ہٹ کر اپنی حالت میں مشغول ہوگا۔ (حاکم)

یہ مضمون حضرت عبداللہ بن مسعود اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی مروی ہے کہ: لوگ پاپیادہ، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیرمختون اُٹھائے جائیں گے۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اضافہ ہے کہ: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا مرد لوگ عورتوں کو (برہنہ) دیکھیں گے؟ فرمایا: اس دن ان میں سے ہر شخص کو اپنی حالت بس ہوگی، (کسی دُوسرے کی طرف دھیان کی کس کو فرصت ہوگی؟)۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مضمون منقول ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ: قیامت کے دن لوگ برہنہ بدن و برہنہ پا اُٹھائے جائیں گے۔ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہائے ستر کھلنے کی رُسوائی! ہم ایک دُوسرے کو دیکھتے ہوں گے۔ فرمایا: ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ عرض کیا: کیا مشغولی ہوگی؟ فرمایا: ہر ایک کا نامۂ عمل کھول دیا جائے گا، جس میں ذرہ برابر اور رائی برابر عمل بھی موجود ہوگا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی یہی مضمون مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ ننگے پاؤں، برہنہ بدن اور غیرمختون اُٹھائے جائیں گے، پسینے نے ان کے منہ کو لگام دے رکھی ہوگی اور وہ کانوں کی لو تک پہنچا ہوا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ: ہم ایک دُوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے؟ فرمایا: ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی، ہر شخص اس دن ایسی حالت میں ہوگا کہ اس کو کسی دُوسرے کی طرف التفات ہی نہیں ہوگا۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مضمون مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اُٹھائے جائیں گے۔ ایک خاتون نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے بعض، بعض کو کیسے دیکھ سکیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا کہ: اس طرح نظریں آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی ہوں گی۔ اس خاتون نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے دُعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے ستر کو ڈھانک دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: یا اللہ! اس کے ستر کو ڈھانک دیجئے۔ (الروایات کلہا فی فتح الباری) (جاری ہے)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اعدائے اسلام کی تنگ نظری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مسلمانوں کو عدم برداشت اور تنگ نظری کا طعنہ دینے والوں کی مذہبی تنگ نظری، عدم برداشت اور شعائر اسلام کے خلاف تعصب و تنگ نظری کی تازہ مثال سوئٹزر لینڈ حکومت کا وہ غلیظ فیصلہ ہے، جس میں اس نے نام نہاد ریفرنڈم کا سہارا لے کر سوئٹزر لینڈ میں قائم مساجد کے میناروں پر پابندی عائد کر کے باقاعدہ قانون پاس کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ آئندہ سوئٹزر لینڈ میں بننے والی کسی مسجد کے مینار نہیں بنائے جاسکیں گے، نہ صرف یہی بلکہ اب تک تعمیر ہونے والی تمام مساجد کے مینار بھی گرائے جائیں گے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

لیجئے! دنیا بھر میں مذہبی رواداری کا درس دینے والوں، عدم تشدد اور برداشت کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی عدم برداشت، مذہبی تنگ نظری، اسلام، مسلمانوں اور شعائر اسلام کے خلاف تعصب و تنگ نظری پر مبنی خبر ملاحظہ ہو:

> ''جنیوا (امت نیوز/ ایجنسیاں) سوئٹزر لینڈ میں ایک ریفرنڈم کے بعد مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگادی گئی۔ ریفرنڈم میں ۵۷ فیصد سوئس شہریوں نے مساجد کے میناروں پر پابندی کی حمایت کی ہے۔ غیر حتمی نتائج کے مطابق جرمن بولنے والے سوئس شہریوں نے پابندی کے حق میں جبکہ فرانسیسی بولنے والے شہریوں نے پابندی کے خلاف ووٹ ڈالا۔ ریفرنڈم کے دوران جنیوا میں مسجد پر تیسری مرتبہ حملہ بھی کیا گیا۔ سوئٹزر لینڈ میں ۴ لاکھ مسلمان ہیں جبکہ ملک میں صرف ۴ مینار ہیں۔ دوسری جانب سوئس وزیر خارجہ میکلین کالمی ری نے کہا ہے کہ میناروں کی تعمیر کے خلاف ریفرنڈم کا نتیجہ ملکی آئین اور مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے۔ عوامی رائے کا احترام کیا جائے گا اور آئندہ مساجد کے میناروں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ریفرنڈم کے بعد بھی مسلمان ممالک سے بہتر تعلقات قائم رہیں گے۔ ادھر او آئی سی اور برطانوی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم مسلم کونسل آف بریٹن نے ریفرنڈم کی مذمت کرتے ہوئے اسے افسوس ناک قرار دیتے ہوئے ایک المیہ کہا ہے۔ او آئی سی کے سیکریٹری جنرل اکمل الدین احسان نے کہا کہ اس پابندی کا مقصد یورپ میں اسلام کے مخالف رجحانات کو فروغ دینا ہے، جبکہ برطانوی کونسل کے عہدیداروں نے کہا ہے کہ اس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یورپی دنیا کس سمت جارہی ہے۔ سوئس و دیگر غیر ملکی مسلم تنظیموں نے بھی ریفرنڈم کی مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام مخالف قرار دیا۔ مزید براں اقوام متحدہ کے ہیومن رائٹس واچ ڈاگ نے ریفرنڈم پر تشویش کا اظہار کیا ہے، جبکہ فرانس نے میناروں کی تعمیر پر پابندی کو امتیازی قانون قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک مذہب کو دبانے کی کوشش ہے، فرانسیسی وزیر خارجہ نے کہا کہ انہیں امید ہے کہ سوئس اس فیصلے کو واپس لے لیں گے۔''
>
> (روزنامہ جنگ کراچی، یکم دسمبر ۲۰۰۹ء)

دنیائے کفر اور ابنائے یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی اور شعائر اسلام سے ان کا بغض، عناد کسی باخبر انسان اور دین دار مسلمان سے مخفی نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ولن ترضیٰ عنک الیھود ولا النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتھم۔'' (البقرہ:۱۲۰)

ترجمہ:۔''اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تو تابع نہ ہو ان کے دین کا۔''

لیکن بایں ہمہ جو نام نہاد مسلمان، یہود ونصاریٰ کے بارہ میں خوش فہمی کا شکار ہیں یا وہ ان کو مذہبی تفریق وتعصب سے بالاتر قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے اپنی زبان وبیان اور قلم وقرطاس کی صلاحیتیں استعمال کرنے میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے میں مصروف نظر آتے ہیں، مندرجہ بالا خبر اور سوئٹزر لینڈ حکومت کا یہ فیصلہ ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ اور مغربی ممالک کی حکومتیں خالص لبرل اور غیر مذہبی ہیں اور وہاں بلا امتیاز دین ومذہب، تمام انسانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنے، اپنے دین ومذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اس لئے مغرب کے ذہنی اور فکری غلاموں کی خواہش بلکہ شدید مطالبہ ہے کہ جس طرح ان ممالک میں بلا امتیاز دین ومذہب سب انسان آزادی سے رہتے ہیں، ٹھیک اسی طرح مسلمان ممالک میں بھی مذہبی امتیاز وتفریق کو ختم ہونا چاہئے۔

چنانچہ ہمارے بہت سے نام نہاد مسلمانوں اور ان کے ''نامور'' لیڈروں پر بھی اس کا بھوت سوار ہے کہ انہیں کوئی خطہ زمین مل جائے تو وہاں وہ مسلمانوں کی مسجد، عیسائیوں کا گرجا، یہودیوں کی عبادت گاہ، سکھوں کا ٹمپل اور ہندوؤں کا مندر بنادیں، جہاں تمام مذاہب کے لوگ مکمل آزادی سے اپنی اپنی مذہبی رسومات ادا کیا کریں۔ الغرض ان کی دلی خواہش، تمنا اور آرزو ہے کہ کسی طرح مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے دل ودماغ سے دین ومذہب اور کفر واسلام کی تفریق مٹادی جائے اور وہ بھی اقوام مغرب کی طرح بلا امتیاز دین ومذہب خالص ملحدانہ زندگی گزاریں۔

ہمارے خیال میں مذکورہ بالا خبر اور سوئٹزر لینڈ حکومت کا یہ فیصلہ اور قانون ایسے لوگوں کے منہ پر کسی طمانچہ سے کم نہیں۔

سوئٹزر لینڈ حکومت کے اس اقدام کا پس منظر اور پیش منظر کیا ہے؟ اور یہ سب کچھ کیوں کیا گیا؟ اس کے لئے کیا حکمت عملی اپنائی گئی؟ اور سوئٹزر لینڈ کی عوام کو اس غلیظ اقدام کے لئے کیسے آمادہ اور تیار کیا گیا؟ اور مساجد کے میناروں سے وہاں کی عوام کو کس طرح ڈرایا گیا؟ اور اس کے لئے کیا کیا ذرائع اور اسباب اختیار کئے گئے؟ اس کی تفصیلات اخبارات میں آچکی ہیں، لیکن اس سلسلہ کا مختصر، جامع، دینی، مذہبی جذبات کا ترجمان اور مسلمانوں کو اس صورت حال کا سامنا کرنے اور دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیموں کو اس کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ہونے اور خود سوئٹزر لینڈ کو اس پر سوچنے کے لئے جتنے مضامین اور کالم لکھے گئے ہیں، ہمارے خیال میں ان میں سب سے مفید جناب اشتیاق بیگ صاحب کا وہ کالم ہے، جو روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ دسمبر ۲۰۰۹ء کے ادارتی صفحہ میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں ہمارے جذبات واحساسات کی ترجمانی ہے، اس لئے جی چاہتا ہے کہ اس کو بھی قارئین کی خدمت میں نقل کردیا جائے۔ لیجئے پڑھئے:

''سوئٹزر لینڈ میں لگے ان پوسٹرز پر سوئس جھنڈے پر ایک عورت کو حجاب پہنے اور مسجدوں کے میناروں کو میزائلوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ پوسٹر پر تحریر تھا کہ مسجدوں کے مینار اسلامائزیشن کی نشانی ہیں جس پر پابندی عائد کی جائے۔ یہ وہ پوسٹر تھا جو ریفرنڈم کی حامی جماعت سوئس پیپلز پارٹی نے ریفرنڈم سے قبل ملک بھر میں چسپاں کئے تھے۔ میناروں پر پابندی لگانے والی جماعت نے یہ دعویٰ کیا کہ سوئٹزر لینڈ میں مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگانا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد کے مینار مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مظہر ہیں جو ایک دن سوئٹزر لینڈ کو اسلامی ریاست میں تبدیل کرسکتی ہے۔ سوئس حکومت نے کہا ہے کہ عوامی رائے کا احترام کیا جائے گا اور آئندہ مساجد کے میناروں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

سوئٹزر لینڈ میں گزشتہ دنوں ہونے والے ریفرنڈم کے نتیجے میں سوئٹزر لینڈ میں مساجد کے مینار تعمیر کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ ریفرنڈم میں تقریباً ۲۷ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا، جن میں ۵۷ فیصد لوگوں نے مساجد کے میناروں کی تعمیر کے خلاف اور ۴۳ فیصد لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیئے۔ سوئٹزر لینڈ کی کل آبادی ۷.۵ ملین ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد ۴ لاکھ ہے جو کل سوئس آبادی کا تقریباً ۶ فیصد ہے۔ عیسائیت کے بعد اسلام سوئٹزر لینڈ کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور مسلمانوں کی زیادہ تعداد کا تعلق ترکی اور یوگوسلاویہ سے ہے۔ سوئٹزر لینڈ میں قائم ۱۶۰ مساجد میں صرف ۴ مساجد کے مینار ہیں، مگر ان میناروں پر اذان دینے کی اجازت نہیں۔ مذہبی ریفرنڈم کے اس

فیصلے سے وہاں رہنے والے مسلمانوں میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف نفرت ظاہر کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ کے لوگوں کو مسلمانوں کا یہاں رہنا قبول نہیں۔

یہ پہلا موقع نہیں،اس سے قبل یورپ کے ایک اور ملک فرانس میں بھی مسلمان خواتین کے اسکارف پہننے پر پابندی عائد کی جا چکی ہے اور وہاں کی حکومت ایسا قانون بنانے پر غور کر رہی ہے جس کی رو سے مسلمان خواتین کے برقع پہننے پر پابندی ہو گی۔اس کے علاوہ ڈنمارک اور سویڈن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اہانت آمیز خاکوں کی اشاعت،مسلمانوں کے ساتھ مغربی ممالک میں امتیازی سلوک،گرفتاریاں،چھاپے،اسکارف پر پابندی،سلمان رشدی،تسلیمہ نسرین اور خاکوں کی اشاعت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی جیسے واقعات ایک عرصے سے جاری ہیں اور یورپ کے ڈیڑھ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو تعصب کا سامنا ہے۔

۹/۱۱ کے بعد امریکی صدر بش نے یہ الفاظ کہے تھے کہ ۹/۱۱ کا حملہ دنیا کی تاریخ بدل دے گا۔یہ جملہ ایک لحاظ سے سچ ثابت ہو رہا ہے۔یورپ اور امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ایک ریسرچ کے مطابق اس وقت برطانیہ میں جان (Jhon) کے بعد سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام ''محمد'' ہے۔یورپ اور امریکا میں اس وقت قرآن پاک سب سے زیادہ ہدیہ کی جانے والی کتاب ہے۔اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے غیر مسلموں کے ذہنوں میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ اس کے ماننے والے اس پر اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے؟ یہ تجسس انہیں قرآن پاک کے مطالعے کی طرف مائل کر گیا جس سے انہیں اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا وہ اس کی زریں تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔اس کی واضح مثال گوانتاناموبے جیل میں ایک امریکی سیکورٹی گارڈ ہولڈر بروکس جس کا اسلامی نام مصطفیٰ عبداللہ ہے کی ڈیوٹی وہاں پر موجود مسلمان قیدیوں پر تشدد کرنے کے لئے لگائی گئی تھی،مگر اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جتنا آپ اسلام کے ماننے والوں پر تشدد کرو گے اتنا ہی وہ پھیلتا جائے گا اور یورپ اور امریکا میں اسلام فوبیا کی اصل وجہ یہی ہے۔

پرانے زمانے میں لوگوں کو نماز کے لئے بلانے میں مسجدوں کے میناروں کا بڑا اہم کردار تھا جس کی اونچائی پر کھڑے ہو کر مؤذن اذان دے کر لوگوں کو نماز کی دعوت دیا کرتے تھے مگر دور جدید میں نئی ٹیکنالوجی نے مینار کی ضرورت پوری کر دی ہے،یعنی مینار کے بغیر بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچا سکتے ہیں۔اس لئے آج کے دور میں مینار مسجد کی تاریخی بناوٹ،اس کی شناخت اور علامت سمجھا جاتا ہے اور ایک مسجد بغیر مینار کے بھی مسجد ہی ہے۔اگر مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگتی ہے تو اس سے مسلمانوں کے نماز پڑھنے میں کمی واقع نہیں ہو گی۔اسلام مخالف لوگ شاید اس چیز سے ناواقف ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے اور میناروں پر پابندی عبادت کرنے والوں کو کم نہیں کر سکتی۔مذہبی بنیاد پر ریفرنڈم کی حامی جماعت کو یہ خوش فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ مساجد کے میناروں پر پابندی لگا کر انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے،کیونکہ اگر اسی طرح کا ریفرنڈم کسی بھی مسلم ملک میں کرایا جائے اور مسلمانوں سے یہ رائے لی جائے کہ کیا وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں اپنے ملک میں بنانے کے حق میں ہیں تو ۱۰۰ فیصد مسلمانوں کا فیصلہ اس کی مخالفت میں ہو گا مگر اس کے باوجود ان اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو ان کے طرز کی عبادت گاہوں میں مذہبی عبادات کی ادائیگی کی مکمل آزادی حاصل ہے۔یورپ ایک عرصے سے واویلا کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں عدم برداشت کا مادہ پایا جاتا ہے۔مسلمانوں کو انتہا پسندوں کا لقب دینے والوں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔جس بیماری کا وجود وہ دوسروں میں ثابت کر رہے ہیں،دراصل وہ خود انتہا پسندی کی بیماری کا شکار ہیں۔سوئٹزر لینڈ جو کبھی ایک سیکولر اور تمام مذاہب کے لئے ایک پرامن ملک سمجھا جاتا تھا،آج اس نے مذہبی ریفرنڈم کرا کے اپنے اس تشخص کی نفی کر دی ہے اور یہ ریفرنڈم اقلیتوں اور انسانی بنیادی حقوق کے منافی ہے۔سوئٹزر لینڈ کا یہ

اقدام تہذیبوں اور مذاہب کے مابین تصادم کا ایک نیا باب کھولنے کے مترادف ہے۔

اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) جو ۵۷ مسلمان ممالک پر مشتمل ہے اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے کو چاہئے کہ وہ اپنے پلیٹ فارم سے سوئس حکومت سے مساجد کے میناروں پر پابندی کے فیصلے پر نظرثانی کا مطالبہ کرے۔ اگر مساجد کے میناروں پر پابندی قائم رہتی ہے تو امیر عرب مسلمانوں اور ہمارے حکمران کو چاہئے کہ سوئس اکاؤنٹس میں رکھے تقریباً ۴۰۰ ارب ڈالر نکال لیں اور سوئٹزرلینڈ میں چھٹیاں گزارنے سے اجتناب کریں۔ مینار پر پابندی محض ایک بہانہ اور ابتدا ہے، دراصل سوئس ووٹرز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان مساجد کے میناروں پر پابندی کو کس طرح لیتے ہیں۔ اگر آج اس پابندی کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو کل ایک اور ریفرنڈم کراکے مساجد پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔“

اسی طرح روزنامہ اسلام کا اداریہ شذرہ بھی قابل ستائش بلکہ ہمارے دل کی آواز ہے، جس میں لکھا گیا کہ:

”سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے عوامی ریفرنڈم کے ذریعے ملک میں مساجد کے میناروں پر پابندی کا قانون منظور کروالیا ہے۔ جس کے بعد مسلمانوں کو مساجد کے موجودہ مینار بھی گرانے ہوں گے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل سوئس حکومت مساجد سے اذان دینے پر پابندی عائد کرچکی ہے۔ پاکستان سمیت متعدد اسلامی ممالک نے اس فیصلے پر تنقید کی ہے اور عالم اسلام میں اس اقدام پر سخت غم وغصے کا اظہار کیا جارہا ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں پر پابندی لگانے کا فیصلہ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے یورپی ومغربی قوتوں کی بوکھلاہٹ کی واضح علامت اور مذہبی رواداری کے مغربی نعروں کی کھلی نفی ہے۔ یہ پابندی صرف مسلمانوں کی مساجد کے میناروں پر عائد کردی گئی ہے اور عیسائی اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں پر نصب مخصوص مذہبی علامات پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اگر کسی سیکولر ملک میں کسی مذہب کی مخصوص علامات کا استعمال درست نہیں ہے تو اس کا اطلاق تمام علامات پر ہونا چاہئے۔ خود سوئٹزرلینڈ سے تعلق رکھنے والے کئی ادارے جن میں ریڈ کراس بھی شامل ہے، دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں اپنی مخصوص صلیبی علامات کے ساتھ کام کررہے ہیں اور ان سوئس اداروں کا اصرار ہے کہ یہ علامات کسی مذہبی تفریق پر دلالت نہیں کرتیں، کسی اسلامی ممالک نے ان اداروں پر پابندی نہیں لگائی۔ اب جبکہ سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے مساجد کے میناروں کو اسلام کی شوکت کی علامت قرار دے کر ان پر پابندی لگادی ہے، مسلم دنیا کے حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی اسلامی ممالک میں صلیبی علامتوں پر پابندی لگائیں، ریڈ کراس سمیت ان اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے جو عالمی رفاہی اداروں کا روپ اختیار کرنے کے باوجود اپنے نام اور لوگوں پر صلیبی نشانات مٹانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ساتھ ہی پوری دنیا کے مسلمانوں کو اپنی مساجد کے میناروں کو مزید اونچا اور مضبوط کرنے پر توجہ دینی چاہئے کہ یہ اب عدو کی نظر میں اسلام کی عظمت کا نشان قرار پائے ہیں۔“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء)

مسلمانوں کی مذہب بیزاری، اسلام دشمنوں کے مذہبی تعصب، بنیاد پرستی اور اسلام دشمنی دیکھ کر اس پر بے اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ:

دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

سوئٹزرلینڈ حکومت کے اس متعصبانہ اقدام اور تنگ نظری پر مبنی فیصلہ کے بعد ہر باضمیر مسلمان سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اگر سوئٹزرلینڈ جیسا ”لبرل“ ملک اور اس کی حکومت دائیں بازو کی ایک جماعت کی ”خوشنودی“ کے لئے اپنے ملک کے لاکھوں افراد پر مشتمل مسلم برادری، دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں اور ۵۷ اسلامی ممالک کے دینی، مذہبی جذبات کے خلاف اتنا بڑا فیصلہ کرسکتی ہے، تو سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ حق کیوں نہیں دیا جاسکتا کہ وہ بھی اپنے ملک میں یہودیوں،

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

بائبل کا تعصب اور قرآن مجید کی آفاقیت

مولانا محمد اسمٰعیل عارفی

کہا جاتا ہے کہ بائبل ایک عالمگیر کتاب ہے، عیسائیت ایک ہمہ گیر مذہب ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ پرانے عہد نامہ میں ساری گفتگو صرف بنی اسرائیل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ''اسرائیل کا خدا'' اور ''اسرائیل کا خداوند'' کہہ کر پکارا گیا ہے، حالانکہ وہ سارے انسانوں اور ساری قوموں کا خداوند خدا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں نہیں فرمایا گیا کہ: ''خدا تعالیٰ عربوں کا خدا یوں کہتا ہے'' بلکہ یہ فرمایا گیا کہ:

''یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔'' (البقرہ:۲۱)

ترجمہ: ''اے انسانو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اسی طرح قرآن کریم میں بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کیا ہے، کیونکہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور مخلوق ہیں اور قرآن کریم تمام نوع انسانی کے لئے نسخہ ہدایت ہے، قرآن کریم نے کسی خاص قوم یا قبیلہ کو مخاطب نہیں کیا اور نہ ہی انسانیت کے کسی فرد کو اپنے پیغام محبت سے محروم کیا ہے۔

رسالت عیسوی صرف یہود کے لئے تھی

نئے عہد نامہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، ان کی بعثت و رسالت فقط یہود کے لئے تھی، دوسری قوم کو منادی کرنا ان کے مشن میں شامل نہ تھا، چنانچہ وہ اپنے بارہ منتخب شاگردوں کو یہ حکم دے کر بھیجتے ہیں۔

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔'' (متی باب۱۰/۵)

شاگرد اس ہدایت پر کاربند رہے اور یہودیوں کے سوا اور کسی کو بشارت کا کلام نہ سناتے تھے، چنانچہ لکھا ہے:

''پس جو لوگ اس مصیبت سے پراگندہ ہوگئے تھے جو ستفنس کے باعث پڑی تھی وہ پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے۔'' (اعمال باب۱۱/۱۹)

جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے تو ان کا اپنا واقعہ اس طرح آیا ہے:

''پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی: اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر، ایک بدروح میری بیٹی کو بری طرح ستاتی ہے، مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے پاس آ کر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کردے، کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے، اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا، مگر اس نے آ کر اسے سجدہ کیا اور کہا: اے خداوند میری مدد کر، اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں، اس نے کہا: ہاں خداوندا! کیونکہ کتے بھی ان ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو ان کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں، اس پر یسوع نے جواب میں اس سے کہا: اے عورت! تیرا ایمان بہت بڑا ہے، جیسا تو چاہتی ہے، تیرے لئے ویسا ہی ہو اور اس کی بیٹی نے اسی گھڑی شفا پائی۔'' (متی باب:۱۵/۲۱تا۲۸)

پہلی بات

پہلی بات یہ ہے کہ یہ عورت کون تھی؟ متی کے الہام کے مطابق ''کنعانی'' تھی، مرقس کے مطابق یہ عورت ''یونانی'' تھی (مرقس،۷:۲۶) دونوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ کنعان فلسطین کا قدیم نام ہے، اس دنوں یہ علاقہ اسرائیل اور اردن کی عمل داری میں ہے، جبکہ یونان جنوب مشرق یورپ کا ایک ملک ہے۔ (بائبل اٹلس، ص:۳۱تا۳۶) دونوں میں کھلا تضاد ہے معلوم نہیں کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ کون بتا سکتا ہے کہ رُوح القدس نے کس کو درست الہام لکھوایا ہے؟

دوسری بات

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود فرما رہے ہیں کہ میں صرف اور صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں، میری مہربانیاں، معجزات، نبوت و رسالت، دعوت و تبلیغ، نجات و فضل صرف اور صرف یہود کے لئے ہے۔ غیر اسرائیلیوں کے لئے نبی ہونا تو دور کی بات ہے وہ اس بات پر بھی آمادہ نہیں کہ غیر قوم کی ایک انتہائی مصیبت زدہ عورت کو اپنے کسی عمل کے ذریعے فائدہ ہی پہنچا دیں، اس کی وجہ ایک محقق مسیحی مفسر کی زبانی سنئے:

"اس عورت کو حوصلہ شکنی کا سامنا ہوا، یسوع کی خدمت کے سارے واقعات میں اور کہیں ایسی مثال نہیں ملتی، جتنے لوگ بھی اس کے پاس آتے تھے، وہ ان سب کی حمایت اور حوصلہ افزائی کیا کرتا تھا، وہ ان کے پکارنے سے پہلے سن لیتا تھا یا ابھی بول ہی رہے ہوتے تھے کہ سن لیتا تھا لیکن اس عورت سے بالکل الٹ سلوک کیا گیا، اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ بعض علماء کا خیال ہے کہ یسوع اس غریب عورت کے کام آنے سے اس لئے ہچکچایا کہ یہودیوں کو ناراض کرنا یا ٹھوکر کھلانا نہیں چاہتا تھا، یعنی اگر وہ غیر قوموں پر بھی ویسا ہی مہربان اور بخشش کرنے والا ہو جیسے یہودیوں کے لئے تھا تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔"

(تفسیر الکتاب، متھیو ہنری، ج:۳، ص:۱۷۴)

اللہ اکبر! خدا کی ہستی کے قومی تعصب کا اندازہ لگایئے کہ اس کے نزدیک صرف یہودی زمین پر خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں، وہی بارگاہ خدا میں خاص اعزاز او مرتبہ رکھتے ہیں، اس کے دستر خوان پر کسی دوسری قوم کے کسی شخص کو کوئی حق منفعت حاصل نہیں ہے، اس کی عنایت مکمل طور پر یہودیوں کے لئے ہے، یہود کی ناراضگی کے ڈر سے وہ کسی غیر یہودی پر مہربانی اور بخشش کرنے کو تیار نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاف طور پر ایسا حوصلہ شکن جواب دیتے ہیں، جس سے مصیبت کی ماری خاتون کی توقعات چکنا چور ہو جاتی ہیں، حالانکہ اس نے بڑی عاجزی و فروتنی، عقیدت و ادب، ایمان و محبت کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ ان کے قدموں میں گر کر سجدہ ریز بھی ہوئی اور ان کے پاس ایسے آئی جیسے مخلوق اپنے خالق کے پاس آ سکتی ہے، مگر سنگدلی و بے مروتی کی انتہا دیکھئے کہ وہ ایک دلخراش تمثیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کے آگے ڈال دینا اچھا نہیں۔"

مذکورہ بالا ارشاد عیسوی کا مطلب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جو یہ کلام منسب کیا گیا ہے اس میں مذکور تمثیل کا مطلب ایک اور متعصب مسیحی مفسر سے سنئے، لکھتے ہیں:

"یسوع اس سے کہنے لگا کہ میرے لئے مناسب نہیں کہ یہودی "لڑکوں" کو چھوڑ کر غیر قوم "کتوں" کو روٹی کھلاؤں، بے شک یہ الفاظ اور انداز ہمیں بے حد سخت معلوم ہوتے ہیں، مگر ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سرجن کے نشتر کی مانند ہیں، جس کا مقصد زخم لگانا نہیں بلکہ شفا دینا ہوتا ہے، وہ تھی "غیر قوم" یہودی غیر قوموں کو کتوں کے برابر گردانتے تھے جو خوراک کے ٹکڑوں کی خاطر گلیوں میں آوارہ گھومتے پھرتے رہتے ہیں، مگر یسوع نے یہاں جو لفظ استعمال کیا، اس کا مطلب "چھوٹے پالتو کتے" ہے۔"

(تفسیر الکتاب، ولیم میکڈونلڈ، ج:۱، ص:۱۶۸)

مفسر نے سینہ زوری کرتے ہوئے تاویل بلا دلیل کر لی کہ ان کی مراد "جنگلی و خونخوار کتے" نہیں بلکہ "چھوٹے پالتو کتے" ہے، مگر حاصل کچھ نہیں اور بات وہی رہی کہ اسرائیلیوں (یہودیوں) کے علاوہ سارے انسان کتے ہیں، اس میں یورپ و ایشیا کے تمام عیسائی بھی داخل ہیں، کیونکہ وہ بھی "غیر قوم" ہیں، لہٰذا ان کے "کتا" ہونے میں بھی کوئی شک نہیں، ہاں البتہ مفسر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منشا کے خلاف اتنی رعایت دی ہے کہ وہ جنگلی کتے نہیں بلکہ پالتو کتے ہیں، شاید یہی وجہ ہوگی کہ کتوں کو بلا ضرورت بہت شوق سے پالنا ان کی معاشرت ہے اور ان کو ہر وقت ساتھ رکھ کر جی بہلانا ان کی تہذیب ہے۔

اسلام کی نگاہ میں انسانیت کا مقام

قارئین محترم! بائبل ایسی کتاب ہے کہ جس کے نزدیک یہود خدا کے "بیٹے" ہیں اور دوسرے تمام انسان "کتے" ہیں، اس کے مقابلے میں قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کو برابر شرف و فضیلت بخشتا ہے۔ قرآن کریم اس مضمون سے بھرا پڑا ہے، ایک جگہ ارشاد الٰہی ہے:

"ولقد کرمنا بنی آدم وحملنھم فی البر و البحر ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا۔" (بنی اسرائیل:۷۰)

"اور ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت دی۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"یا ایھا الناس انا خلقنکم

من ذکر وانثیٰ وجعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر۔" (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی، پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے باخبر ہے۔"

اس طرح کی بے شمار آیات ہیں، بہرحال قرآن کریم میں کہیں یہ نہیں ملے گا کہ صرف قریش یا عرب خدا کے حضور برگزیدہ بندے ہیں اور ان کے علاوہ سب انسان کتے ہیں، اسی طرح رحمت کائنات محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ نہیں کہا کہ صرف میری قوم قریش یا عرب خدا کے خاص اعزاز کے مستحق ہیں اور ان کے سوا سب کتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

رحمت للعالمینؐ کا پیغام

بلکہ تاریخ کے دریچے میں جھانکئے! آپ کو کچھ اور ہی منظر نظر آئے گا۔ حجۃ الوداع کا موقع ہے، عرفات کا میدان ہے، ایک لاکھ سے زائد انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے، وہ اپنے عظیم تاریخی معرکۃ الآرا خطاب میں پوری دنیا کو عالمی انسانی منشور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے لوگو! بے شک تمہارا پروردگار خدا ایک ہے اور تمہارا والد (آدم) ایک ہے، خوب سن لو! کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے (سرخ) پر، گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ذریعے۔" (مجمع الزوائد)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ختم نبوت کے کام کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔"
حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "خوش بخت اور سعادت مند انسانوں کو قدرت ختم نبوت کے کام کے لئے قبول فرماتی ہے۔"

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کا دوسرا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، لوگوں کو چاہئے کہ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں ورنہ وہ اللہ کے ہاں کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گے۔"

تیسری بات

تیسری بات یہ ہے کہ اس عورت کی ذہانت، ہنرمندی، تیز فہمی اور حاضر جوابی کو داد دینا نہ بھولئے کہ اس نے کہا کہ میں روٹی یا نوالہ نہیں مانگتی بلکہ کھانے کی میز سے گرنے والا "ٹکڑا" چاہتی ہوں، مجھے اپنے "کتیا" ہونے کا اعتراف ہے اور خدا کے خاص اعزاز سے بلا جرم، بلا سبب محروم ہونے کا احساس ہے، مگر "کتا" گرے ہوئے ٹکڑوں کا تو مستحق ہوتا ہے، اس طرح اس نے اپنی بہترین منطق سے "خدا" کو ایسا عاجز و لاجواب کیا کہ وہ آخر کار مجبور ہو کر اپنی پہلی بات کو جھٹلاتے ہوئے شفا دینے پر رضامند ہو گیا۔

چوتھی بات

چوتھی بات یہ ہے کہ مرقس نے اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوں جواب دیا کہ "پہلے لڑکوں کو سیر ہونے دے، کیونکہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں" اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ پہلے بنی اسرائیل (یہود) کا حق ہے پھر دوسروں کو بھی کچھ مل سکتا ہے، مگر خدا بھلا کرے "متی صاحب" کا کہ انہوں نے اس ممکنہ امید کو بھی توڑ دیا اور تمام اقوام عالم کے لئے خالص مایوسی کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔

پانچویں بات

پانچویں بات یہ ہے کہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے تھے، وہ اپنے شاگردوں کو خوشخبری سناتے ہوئے بھی اس کا لحاظ کرتے ہیں اور یہی کچھ فرماتے ہیں کہ: "تم میرے ساتھ تختوں پر بیٹھ کر صرف اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی بابت، باب:۱۹/۲۸) لیکن مسیحی حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرکر جی اٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کے پاس آکر باتیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ: "تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ، بیٹا، روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔" (متی، باب:۲۸/۱۹)

بائبل میں تحریف

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ یہ آیت مذکورہ بالا تمام احکام سے متضاد ہے، نیز مسیحیت کے بڑے بڑے محققین اس آیت کے جعلی، الحاقی ہونے پر اتفاق کر چکے ہیں، مثلاً مسٹر پیک نے اپنی تفسیر بائبل (مطبوعہ ۱۹۱۹ء لندن، ص:۷۲۳) میں اس کے الحاقی ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ ہیسٹنگ نے بائبل ڈکشنری،

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

اشاعتِ اسلام میں صحابہ کرامؓ کی خدمات جلیلہ

سہیل اختر قاسمی

اشاعتِ اسلام، کارِ تبلیغ و دعوت، اسلامی تعلیمات کو وسیع و رائج کرنے اور تعلیم قرآن و حدیث میں عظیم ملی و شرعی فریضہ کی ادائیگی میں جدو جہد، تگ و دو اور سعی پیہم کرنے والوں میں سب سے اعلیٰ، ارفع اور قائدانہ مقام طبقہ صحابہ کرام کا ہے، اسلام کا کل کائنات میں پھیلا ہوا موجودہ عالمی منظر نامہ، وسیع دائرہ اسلام اور لامحدود جغرافیہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنہری کوششوں، مخلصانہ کاوشوں، بے پناہ جدوجہد اور مساعی جمیلہ کی رہین منت ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ، اشاعت اسلام کے حوالے سے صحابہ کرامؓ کے بنیادی رول، اساسی کردار اور قائدانہ جدوجہد کے تذکرہ کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتی بلکہ درحقیقت خود اسلامی تاریخ اس وقت تک اسلامی نہیں جب تک کہ وہ صحابہ کرامؓ کے لافانی نقوش سے مملو نہ ہو، اس بنا پر اشاعتِ اسلام کے حوالے سے تذکرۂ صحابہ کرامؓ تاریخ اسلام کا ایک لازمی عنصر اور لابدی عنوان ہوتا ہے، اشاعت اسلام میں صحابہ کرامؓ کا دعوتی مقام، تبلیغی کردار اور ان کی ذاتی و اجتماعی جدوجہد اور تگ و دو، تاریخ اسلام کا وہ اٹوٹ حصہ ہے جس کے بغیر اسلامی تاریخ کی معنویت مبہم بلکہ موہوم ہو جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلامی دعوت و تبلیغ کی راہ میں حائل موانع، سخت ترین دشواریوں، طبقاتی کشمکشوں اور ڈھیر سارے، بے شمار مسائل و مصائب کے باوجود، بھرپور ثبات قدمی کا مظاہرہ کیا، اسلام کی تبلیغ اور اس کے نشرواشاعت کی غرض سے تن من سب کی بازی لگادی اور ایسی قربانیاں دیں کہ آج تک اقوام عالم ان کی سرفروشی، جانکاہی، بردباری، تحمل مزاجی، مال و زر کی قربانی اور ان کے جذبہ فداکاری کو فراموش نہیں کرسکی جب کسی ملک، کسی علاقے یا کسی شہر میں اسلام کے پس منظر اور مسلمانوں کے وجود کی بابت، کوئی واقعاتی پہلو قابل وضاحت ہوتا ہے یا کہیں اسلام کے حوالے سے اس کے مبلغین اور اشاعت اسلام کے نقبا کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس مقام پر صحابہ کرامؓ کی تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی راہ میں لامتناہی اور بے شمار جدوجہد کی لکیریں درج اور زبردست مساعی و قربانیوں کی داستان عزیمت و دعوت ثبت ہوتی ہے۔

ان تاریخی حقائق اور معروضی سچائیوں سے واقفیت کے بعد یہ سوال کہ اشاعت اسلام میں صحابہ کرامؓ کا مقام کیا ہے؟ ایک فاضل اور لایعنی سوال ہوگا، کیونکہ اس موقع پر اشاعت اسلام اور صحابہ کرامؓ کے مقام اور کردار کے امتیاز کے حوالے سے کسی بامعنی عنوان کی تعیین اور اسلامی تبلیغ میں ان کی بے مثال شراکت و حصہ داری کی تحدید، کمال تحقیق و تدقیق اور تفتیش و مکمل احاطے کے باوجود ادھوری اور ناقص ہی رہے گی وجہ ظاہر ہے آخر ہم ان کے عظیم اور لافانی مقام، تاریخ اسلام میں انمٹ نقوش، تبلیغ و دعوت کے تئیں ان کی بے پناہ التفات و توجہ، جدوجہد، جذبۂ فداکاری و جاں نثاری اور بے نظیر و بے بدل مساعی جلیلہ پر تبصرہ کریں تو کس پہلو سے تبصرہ کریں؟ ہر پہلو اپنے باب میں اتنی وسعت، گہرائی اور گیرائی رکھتا ہے کہ اگر طویل ترین مقالات بھی رقم کیے جائیں، تب بھی تشنگی اور عدم سیرابی باقی ہی رہے گی، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ کی سیرت نگاری، ان کے حالات و واقعات اور زیست کے نقوش کی تاریخ طرازی، ایک لافائدہ معروضہ ہوگی بلکہ اس وضاحت کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی زیست ان کی دینی و دعوتی سرگرمیوں، اعلیٰ اخلاقی اقدار، ملی و مذہبی خدمات، تبلیغی و اشاعتی کارکردگیوں اور ان کے احوال و واقعات پر اتنا کچھ کہے جانے کے بعد بھی یہ ضرورت ہے کہ ان پر خوب لکھا جائے، ان کی زندگی کے تمام گوشوں کو نئی نسل کے سامنے ہویدا کیا جائے اور انہیں صحابہ کرامؓ کی خدمات، قربانیوں اور اسلام کے تئیں مکمل جاں نثاری کے جذبات سے آگاہ کرایا جائے اور اتنا لکھا جائے اور برتا جائے کہ ہم بھی اپنے اندر صحابہ کرامؓ جیسی عزیمتیں، ہمتیں اور حوصلے محسوس کریں اور انہی نقوش پر چلنے کی ابتدا کریں جن پر صحابہ کرامؓ نے ایک طویل سفر طے کیا تھا۔

اسلام نے اپنی پیدائش کے بعد اپنی افزائش کی ذمہ داریاں صحابہ کرامؓ پر عائد کیں اور انہیں ہی اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کی حقانیت و اجتماعیت کے اثبات کے لئے متعین و منتخب کیا اور یہ انتخاب صحیح معنوں میں موزوں اور بروقت تھا، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے نہ صرف ذمہ داریاں قبول کیں بلکہ انہوں نے ان ذمہ داریوں، فرائض اور ان حقوق کی ادائیگی میں جو

دعوت وتبلیغ کے ضمن میں آتے ہیں، کبھی بھی کوئی خامی نہیں رہنے دی، دعوت وتبلیغ کے تمام حقوق کی ادائیگی میں مکمل اخلاص اور اہتمام کا مظاہرہ کیا اور اپنے مابعد نسلوں کے لئے ایک نمونہ اور مشعل راہ چھوڑ دیا، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے لئے ان کا سب سے قیمتی سرمایہ مدینۃ الرسول کی یادیں اور وہاں کی فضا تھا، یثرب کا پیارا احساس ان کے لئے توشۂ زیست تھا، مدینے کی گلیاں ان کے لئے حسین تر جنت کی بل کھاتی خوبصورت پگڈنڈیاں تھیں اور پھر ان سب علائق کے ساتھ وہ حکایات جن کے تانے بانے شہر رسول کے ذرہ ذرہ سے مربوط تھے ان کی زندگی جینے کا جواز تھی، ان تمام نیرنگیوں کے باوجود دین محمدی کے اعلاء وفروغ کے لئے صحابہ کرامؓ نے دیگر شہر وممالک کا قصد کیا اور تبلیغ اسلام کی بھرپور سعی کی، بعض صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ میں فروکش ہوئے اور تعلیم دین کا سلسلہ چل پڑا، مرکزیت کے حامل شہر کعبہ میں اقامت، ان کی خوش نصیبی بھی تھی اور ذمہ داری بھی، عیاشؓ بن ابی ربیعہ المخزومی، عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی، عکرمہ بن ابی جہل، عتاب بن اسید، خالد بن اسید، حکم بن ابی العاص، صفوان بن امیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے درجنوں صحابہ مکہ مکرمہ میں درس و تدریس اور کار تبلیغ میں مصروف تھے۔

کچھ صحابہ کرامؓ کوفہ کو سدھار گئے، جو مسلم مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر تھا، بالخصوص حضرت علیؓ کی خلافت کی مرکزیت کی وجہ سے تشریف آوری زیادہ ہوئی، مشاہیر صحابہ میں علی ابن ابی طالب، سعد ابن ابی وقاص، سعید بن زید بن عمر بن نفیل، نعمان بن بشیر، مغیرہ بن شعبہ، جریر بن عبداللہ البجلی، عدی بن حاتم الطائی، اشعث بن قیس، جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، ان میں سے اکثر حضرات آخری عمر تک کوفہ میں رہے اور وہیں مدفون ہوئے، ان حضرات کے درس وتدریس اور مسند علم وفضل کا چرچا کوفہ میں صدیوں تک رہا۔

کچھ نے بصرہ کی پر بصیرت کوچوں میں علم حدیث اور معرفت قرآن کی بساطیں بچھائیں اور خوب خوب جواہر اور فن پارے لٹائے، معقل بن یسار، ابو زہرہ الاسلمی، عبداللہ بن مغفل المزنی، ابوبکرہ، انس بن مالک، ثابت بن زید، اقرع بن حابس، عثمان بن ابی العاص، ابوالعشراء الدارمی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ مختلف صحابہ کرامؓ نے بصرہ میں تعلیم دین کی کمان سنبھال لی اور اپنی خدمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے لئے وقف کردی، عبداللہ بن عمرو، خارجہ بن حذافہ، ابوبصرہ الغفاری، ابوفاطم الایادی ابو جمعہ الشمس البلوی اور دیگر صحابہ کرامؓ نے مصر میں تعلیم دین کا ایک سلسلہ شروع کیا۔

فتوحات مصر اور حضرت عمرو بن ابی العاصؓ کی وہاں فروکشی کے بعد مرکز خلافت کی جانب سے تعلیم و تعلم اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے صحابہ کرامؓ کی ایک مختصر جمعیت مصر بھیجی گئی، اس جمعیت کے جلو میں بعض دیگر صحابہ کرامؓ بھی تشریف لے آئے، مشہور سپہ سالار اسلام عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب شام پر یلغار کی اور اسے مملکت اسلامیہ میں داخل کرلیا تو اشاعت دین کی غرض سے بلال بن رباح المؤذن، عبادہ بن الصامت، معاذ بن جبل، مسعود بن عبادہ، شرجیل بن حسنہ، خالد بن ولید، عیاض بن غنم، فضل بن عباس بن عبدالمطلب، شداد بن اوس، معاویہ بن ابی سفیان، بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ تشریف لے گئے، جزیرے میں بھی بعض صحابہ عقان بن عمیرۃ الکندی، وابصہ بن معبد الاسدی، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کی موجودگی اشاعت دین کی غرض سے ہی تھی اور خراسان جیسے اجنبی دیار میں بریدہ بن حصیب الاسلمی (مدفون بمرو) ابو برزہ الاسلمی، حکم بن عمر الغفاری، عبداللہ بن الخازم الاسلمی، قثم بن عباس رضوان اللہ عنہم اجمعین وغیرہ کا قیام اشاعت دین کے اغراض پر مبنی تھا۔

تبلیغ ودعوت کا کام ان کے لئے کوئی آسان لقمہ نہیں تھا کہ اس کو بسہولت نگل لیا جائے بلکہ یہ کام ان جاں نثار مجاہدوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوا

ایک دس سالہ بچے کے جذبات

آپ کو میں ایک بڑی مزہ دار بات سناتا ہوں! جس کا مفہوم ہے "عشق رسول" جس طرح ہر مسلمان کے اندر اللہ تعالیٰ کا عشق ہوتا ہے، اسی طرح ہر مسلمان کے اندر عشق رسول بھی ہونا چاہئے، کیونکہ جب ایک مسلمان اور ایک غیر مسلمان ملک کی جنگ ہوتی ہے تو وہ "لا الہ الا اللہ" پر نہیں ہوتی، بلکہ "محمد رسول اللہ" پر ہوتی ہے، کیونکہ اللہ کو بہت سے مذاہب مانتے ہیں (یعنی خدا کہہ کر) لیکن وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نہ کوئی نسبت ضرور ہوتی ہے۔

شیخ محمد عبداللہ عاطف، اوکاڑہ

Powered by www.khatm-e-nubuwwat.info

تھا، اس راہ میں انہوں نے جتنی تکالیف اٹھائی ہیں جتنی مشقتیں برداشت کی ہیں اور جتنے مصائب کو خندہ پیشانی سے سہا ہے، وہ سب تاریخ کے صفحات میں درج ہے، قرآن کریم نے ان کی انہی خدمات اور جذبہ جاں نثاری کے وسیلے میں یہ اعلان کیا کہ ان ''اصحاب نبیؐ'' کو رضائے خداوندی اور خوشنودی ایزدی جیسی قیمتی نعمتیں مل گئیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

صحابہ کرامؓ کی سوانحات پر مشتمل دستاویزی کتب کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام کی اشاعت کی راہ میں ان کی کیا اور کیسی خدمات ہیں؟ حالات کے حد درجہ ناسازگاری کے باوجود اسلام کو عروج واستحکام بخشنے میں ان کا کردار کیا ہے؟ اسلامی شریعت کے عملی نفاذ میں خود ان کی جانب سے عملی اطاعت کس نوعیت اور کس درجے کی تھی؟ کفار کے تعاقب، مصائب کی گہما گہمی، اسباب و وسائل کے یکسر فقدان اور دشمنوں کی شدید مخالفت کے باوجود اسلام کو ایک مضبوط اور ٹھوس پلیٹ فارم بنانے میں ان کا کیا کردار رہا ہے؟ مزاحمت اور ردعمل کے کیا اسلوب تھے؟ دعوت وتبلیغ کے کیا مناہج تھے؟ خطرات کے اژدہام، دشمنوں کی شدت انگیزیوں اور بھرپور اقدامات کے باوجود مسلمان اور اسلام محفوظ کیونکر رہا؟ ان سوالات کے جوابات صحابہ کرامؓ کی بہترین اور مثالی زندگی کے مطالعاتی غوروفکر کے بعد واضح ہوجاتے ہیں، سچ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی خدمات، جرأت اور ہمت، ان کی دانائی، دانشمندی اور لیاقت، اسلام سے محبت، غایت درجہ الفت اور ان کے جذبۂ فداکاری اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے ہمہ تن چیشی وانہماک، دعوت کی راہ میں حائل قوتوں سے جنگ ومزاحمت اور دشمن طاقتوں سے لوہا منوالینا اور ہر پہلو سے ایک فولادی، مستحکم اور ناقابل تسخیر پہاڑ ثابت ہونا اور ایسے ایسے کارنامے انجام دینا جن پر عقول انسانی آج تک دنگ ہیں ایسی روایتی یا عام سی افسانوی کہانیاں نہیں یا ایسا کوئی تصوراتی خاکہ نہیں کہ جس کی سچائی وصداقت پر سوالیہ نشان لگایا جاسکے۔

ان چودہ صدیوں میں جتنی تصانیف اسلام کی اشاعت اور اس کے بقا وتحفظ کے عنوان سے معرض وجود میں آئیں وہ سب کی سب، صحابہ کرامؓ کی خدمات جلیلہ اور بہترین کارکردگیوں کا واضح اعتراف ہیں، واقعہ نگاروں نے ایسے بے شمار تذکرے، کتابیں اور تصانیف تحریر کی ہیں جو صحابہ کرامؓ کے کردار اور ان کے مقام کے تعیین وانتخاب میں بدیہی دلائل کی حیثیت رکھتے ہیں، دراصل معروضہ اور مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی تمام تر خدمات جلیلہ کے باوجود، مسلم طبقے میں صحابہ کرامؓ کے تئیں اعتقادی حوالے سے وہ عملی استحکام نہیں جو ایک مسلم کے دل میں ہونی چاہئے، لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ حضرات جن کی انتھک جدوجہد اور تعاون کے بعد اسلام کو ایک وسیع اور عالمگیر فضا ملی انہیں ہی فراموش کردیا گیا اور ان کی خدمات کو ذہول ونسیان کے خانے میں ڈال دیا گیا جو مسلم قوم کے لئے کسی بدترین المیہ سے کم نہیں۔

آج کی تاریخ میں امت مسلمہ کا موجودہ بحران اور اس کی ناقابل تدارک پسماندگی کے جو بھی اسباب ہوں اور جیسے بھی محرکات ومضمرات ہوں وہ ایک المیہ ہے، دراصل آئیڈیل ہدف کی تعیین ان تمام المناک مراحل کا سدباب ہے، آج اگر ہم صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مبارک زیست کے اصول اور حیات گزاری کے اسلوب کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک لائحہ عمل تیار کریں گے اور اسے برتیں گے تو عین ممکن ہے کہ مسلم کمیونٹی کے لئے دن بدن پیدا ہونے والے مسائل کی شیطانی رفتار، تھم جائے اور امت مسلمہ کی پسماندگی چھٹتی نظر آئے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کی زندگی کی طرف ایک بار دوبارہ مڑ کر دیکھیں اور ان کی جدوجہد سے لبریز تاریخ کے انقلابی گوشوں کو مشعل راہ بنائیں، ہوسکتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ امید کے امکانات روشن ہوں گے، ہمیں اپنے مسائل سے چھٹکارا ملے گا اور کھوئی ہوئی عظمت رفتہ پھر دوبارہ ہمیں مل جائے گی۔

☆☆..................☆☆

قادیانیوں سے نفرت اور بائیکاٹ کیوں؟

قادیانی مرتد، زندیق، گستاخ رسول اور ختم نبوت کے باغی ہیں۔ قادیانی، آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' اس کی بدقماش بیوی کو ''ام المومنین'' اس کی عیاش بیٹی کو ''سیدۃ النساء'' اس کے گھٹیا خاندان کو ''اہل بیت'' اس کے گماشتوں کو ''صحابہ کرام'' اس کی نام نہاد وحی و الہامات کو ''قرآن مجید'' اس کی بیہودہ گفتگو کو ''احادیث رسول'' اس کے ناپاک شہر قادیان کو ''مکہ'' ربوہ کو ''مدینہ'' اور اس کے مرگھٹ کو ''جنت البقیع'' قرار دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ سب باتیں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بلکہ فاسق و فاجر مسلمان کے لئے بھی ناقابل برداشت ہیں اور اس کرۂ ارض پر کوئی بے حمیت مسلمان ایسا نہیں جو کسی بدبخت سے ایسی گستاخانہ باتیں سننا گوارا کرے، اس لئے قادیانیوں سے نفرت اور بائیکاٹ ہر مسلمان کی دینی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے۔

مرسلہ: ابوفضالہ احمد خان

روحانی بیماریوں کی فکر کیجئے

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد سلیم دھرات

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ایک شخص بیمار ہوگیا، ایمرجنسی کا حادثہ ہے اسے کار میں بٹھایا، ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے اور پہلے ٹریفک سگنل پر پہنچے تو لائٹ سبز دکھارہی ہے، دوسرے پر پہنچے، گرین ہے، تیسرے پر پہنچے تو لائٹ گرین ہے، چوتھے پر پہنچے تو گرین ہے، پانچویں پر پہنچے گرین ہے اور ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر بھی موجود ہے اور ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور یہ کہا کہ اگر اسے لانے میں پانچ منٹ تاخیر ہوتی تو یہ شخص مرجاتا، آپ اسے حسن اتفاق سمجھ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ حسن اتفاق سے ہوا، نہیں بلکہ یہ ہماری کسی نیکی کی برکت سے اللہ جل جلالہ نے ہمیں باآسانی اور باعافیت وہاں پہنچایا، یہ نیکیوں کا اثر ہے، جس طرح نیکیوں کا اثر ہے، اسی طرح برائیوں کا بھی اثر ہوتا ہے، حسد کے اخروی نقصانات بھی ہیں دنیوی نقصان بھی ہیں۔ دنیوی نقصان میں سب سے پہلا نقصان کیا ہے؟ سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ حسد کرنے والا اپنے چین اور سکون سے محروم ہوجاتا ہے، کتنی بڑی مصیبت ہے کہ جو حسد میں مبتلا ہے وہ چین اور سکون سے محروم ہوجاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اپنا ایک مقصد بنالیا ہے کہ فلاں شخص کی ترقی رکنی چاہئے، اس کی عزت ختم ہونی چاہئے، اس کا مال ختم ہونا چاہئے، اب جب تک مال ختم نہیں ہوتا ہے، جب تک عزت نہیں جاتی، اس وقت تک یہ پریشان ہے، اسے سکون نہیں ملے گا، چین نہیں ملے گا، آرام نہیں ملے گا، یہ سامنے ہے تب بھی پریشان، گھر میں ہے تب بھی پریشان، سفر میں ہے تب بھی پریشان یہاں تک کہ یہ اللہ کے گھر میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے تب بھی پریشان اور حرمین شریفین جیسی بابرکت جگہ میں پہنچ جاتا ہے تو وہاں بھی پریشان رہتا ہے، یہ بیماری ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے اور یہ بیماری اس کے لئے جان لیوا ہے، حسد نقصان اور پریشانی میں ہمیشہ رہے گا، جب تک اس بیماری سے توبہ نہیں کرتا، کیوں؟ اس لئے کہ اللہ جل جلالہ کے کچھ قوانین ہیں، دنیا بدل سکتی ہے، سمندر خشک ہوسکتے ہیں، سورج بے نور ہوسکتا ہے لیکن اللہ کا قانون نہیں بدل سکتا۔ اللہ کا یہ قانون ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے حسد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ طے کرلیتے ہیں کہ جس سے حسد کیا جارہا ہے، اس کی نعمت میں اضافہ ہونا چاہئے۔ حسد کرنے والا محسود کے لئے جس سے حسد کررہا ہے بہت بڑی نعمت ہے، اس لئے کہ اس حسد کی برکت سے محسود کی نعمت میں اب ترقی ہوگی، بغیر محنت کے اللہ اس کو چڑھائیں اور بڑھائیں گے۔ بھائی ایسا کیوں؟ اللہ نے ایسا قانون کیوں بنایا؟ محسود سے اتنی زیادہ محبت کیوں؟ یہ محسود سے محبت کی بات نہیں ہے، اصل میں بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی نعمت کے ازالے کی تمنا کرتا ہے کہ اس کی یہ ترقی ختم ہوجائے، اس کی نعمت ختم ہوجائے، تو وہ دراصل یوں کہنا چاہتا ہے کہ اللہ نے اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو کون ہے میری تقدیر پر اعتراض کرنے والا تو میری تقدیر پر اعتراض کرتا جا اور میں اس کی نعمتوں کو بڑھاتا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عزت ختم ہو، یعنی اس کو یہ عزت کیوں ملی؟ اس کا مال ختم ہوجائے، یعنی اس کو یہ مال کیوں ملا؟ اس کی صحت برباد ہوجائے، یعنی اس کو صحت کیوں ملی؟ اللہ نے اپنی مرضی سے جس کو چاہا دیا، اس پر ہمیں راضی رہنا چاہئے بلکہ اس کے اضافے کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ: "اے اللہ! میرے اس مسلمان بھائی کو اس نعمت میں اور ترقی عطا فرما" اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! میرے فلاں مسلمان بھائی کے مال میں ترقی عطا فرما" تو ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے مال میں بھی ترقی عطا فرمائے، اپنے بھائی سے محبت اور اس کی کسی بھی چیز کی ترقی کے لئے جو دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: ولک مثلک تو اپنے بھائی کے لئے محبت سے جو نعمت مانگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے بھی وہ نعمت عطا فرمائے۔"

بعض بزرگوں کے حالات میں، میں نے پڑھا کہ جب ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی تو وہی چیز اپنے مسلمان بھائی کے لئے مانگتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے؟ ضرورت آپ کو ہے، مانگ رہے ہیں کسی اور کے لئے؟ حضرت نے فرمایا: اصل میں مجھے اپنی دعا کی قبولیت کا یقین نہیں ہے، لیکن میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے کوئی چیز مانگتا ہے تو فرشتہ اس کے لئے بھی وہی چیز

مانگتا ہے، ضرورت مجھے ہے، میں مسلمان بھائی کے لئے مانگ رہا ہوں، فرشتہ میرے لئے مانگے گا، فرشتے کی دعا قبول ہوگی، میری ضرورت پوری ہوجائے گی، دعا کرنی چاہئے اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہئے کہ اپنا ایک مسلمان بھائی فیکٹری میں ترقی کررہا ہے، تجارت میں ایک مسلمان ترقی کررہا ہے، ہر معاملے میں ترقی کررہا ہے، اس کی ترقی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہئے، اس لئے کہ مسلمان بھائی کی ترقی اپنی ہی ترقی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی، جو ہوتے مسلمان بھی ایک

ہمیں چونکہ ایک دوسرے سے الفت نہیں ہے، ہمارے دل ایک نہیں ہیں، ہمیں ایک دوسرے سے محبت نہیں ہے اور نفرت کے پردے حائل ہوگئے ہیں، اس لئے کسی کی ترقی کو دیکھ کر ہمیں خوشی نہیں ہوتی، یہ دل کی بیماری ہے کہ نہیں؟ میں اپنا جج ہوں، آپ اپنے جج ہیں، خود فیصلہ کریں کہ کیا اس بیماری میں، ہم اور آپ مبتلا ہیں کہ نہیں؟ کسی کی نعمت کو دیکھ کر ہمیں خوشی ہوتی ہے یا نہیں؟ اب یہ حاسد اللہ کی تقدیر سے ناراض اور جل رہا ہے کہ یہ شخص مال دار کیوں ہوگیا، اس کی دکان کیوں کھل گئی ہے، اب یہ جل رہا ہے، حسد میں مبتلا ہے، اس کی تمنا ہے کہ اس کی یہ نعمت ختم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوسری دکان عطا فرماتے ہیں، تیسری عطا فرماتے ہیں، چوتھی عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حاسد تو جلتا رہ، میں اپنے بندے کی نعمت میں اضافہ ہی کرتا رہوں گا، یہ پریشان اس قدر کہ چین اور سکون اسے نصیب نہیں اور پھر حسد جب دیکھتا ہے کہ میری تمنا پوری نہیں ہورہی ہے تو ایک نفسیاتی چیز ہے سائیکلوجیکل چیز ہے کہ وہ فرسٹریشن میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

اب جب فرسٹریشن میں مبتلا ہے تو یہ لامحالہ غیبت میں مبتلا ہوجائے گا کہ اس کی تو عزت کم نہیں ہورہی ہے، اس کا تو مال کم نہیں ہورہا ہے، اب وہ غیبت میں مبتلا ہے، ارے تمہیں کیا پتہ اس نے یہ پیسے کیسے جمع کئے ہیں؟ مجھ سے پوچھو کیسے ناجائز طریقوں سے یہ فیکٹری لگائی ہے، اللہ جل جلالہ نے حسد سے پناہ مانگنے کی جہاں ہمیں تعلیم فرمائی ہے وہاں ہمیں یہ دعا بھی سکھائی ہے:

''اے اللہ! میں حسد کرنے والے کے حسد کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، جب وہ حسد کرنے لگے۔''

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں تو پورا واقعہ جادو کا ہے، اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے جادو کردیا، اللہ جل جلالہ نے پناہ کی یہ آیتیں اتاریں اور اس میں یہ تعلیم دی گئی کہ آپ یہ بھی کہا کریں کہ فلاں چیز سے پناہ، فلاں چیز سے پناہ اور جادو کرنے والی عورتوں سے پناہ اور جادو کرنے کے لئے جو دھاگے پر گرہ لگا کر پھونک دیتی ہیں، ان سے پناہ اور اس میں یہ بھی کہیں کہ اے اللہ! حسد کرنے والے کے حسد سے پناہ۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کی دو وجہ ہیں ایک وجہ تو یہ کہ جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کروایا تھا وہ حسد ہی میں مبتلا تھے کہ یہ اتنی ترقی کیوں کررہا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حاسد جب حسد کرنے پہ آتا ہے اور اپنے دشمن جسے وہ دشمن سمجھ رہا ہے، اس کی ترقی کو روکنے کے لئے جادو تک کا سہارا لیتا ہے جس سے وہ کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، یہ دنیوی نقصانات ہیں اور اخروی نقصان جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

''ایا والحسد فان الحسد تأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب۔''

اور جب حسد میں مبتلا ہے اور پھر وہ غیبت میں مبتلا ہورہا ہے اور اس کی ترقی کو روکنے کے لئے غلط غلط الزام دہرا رہا ہے اور بہتان تراشی پر آجاتا ہے، ساری نیکیاں جارہی ہیں کہ نہیں؟ سب نیکیاں ایک ایک کرکے جارہی ہیں اور بالآخر وہ جادو کروانے پر بھی آجاتا ہے کہ جادو ہی سے اسے روکنے کی کوشش کروں اور وہ جادو کرنے والا کفریہ کلمات استعمال کرتا ہے تو اس میں اس کا تعاون ہوا تو قریب بکفر ہوگیا اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ دنیا سے ایمان کے خاتمہ کے بغیر جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے بچنا اس لئے کہ حسد تمہاری نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، نمازیں تمہاری گئیں یہ جو نماز پڑھ کے خوش ہورہے تھے اور یہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کرکے خوش ہورہے تھے اور پتہ نہیں کتنے کتنے روزے رکھے، کتنے کتنے عمرے کئے، کتنے کتنے حج کئے اور کار خیر میں کیا کیا، اس نے جدوجہد کی اس حسد کی بیماری کی وجہ سے اتنی بیماریاں عام ہوگئیں کہ اب اس کی ساری نیکیاں ختم ہوگئیں، آخرت میں جب یہ اٹھے گا تو خالی ہاتھ ہوگا، اگر اس دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ جائے، پھر بھی غنیمت ہے تو عرض کررہا تھا میرے بھائیو! کہ ادھر ایک ایک چھوٹی سے چھوٹی بیماری نیکیوں کے جمع ہونے کا ذریعہ بن رہی ہے اور ادھر ایک ایک بیماری اس قدر خطرناک ہے کہ نیکیوں کے ختم ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔

''لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من كبر۔''

ترجمہ: ''جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بڑائی اور تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔''

ایک بیماری صرف جنت میں داخل ہونے سے رکاوٹ بن رہی ہے، ایک بیماری صرف ساری نیکیوں کے خاتمے کا ذریعہ بن رہی ہے تو عرض یہ کر رہا تھا کہ ادھر ہماری نیکیاں بڑھ رہی ہیں ادھر روحانی بیماری سے نیکیاں گھٹ رہی ہیں، اگر جسمانی بیماری میں مرگیا تو شہید ہو کے مرے گا اور اگر روحانی بیماری میں مرا تو جہنم میں جائے گا۔ جسمانی بیماریوں کا علاج سنت اور روحانی بیماریوں کا علاج فرض عین ہے، سوال یہ ہے کہ یہ روحانی بیماریاں اس قدر خطرناک ہیں اور اس کا علاج بھی فرض عین ہے، اس کے باوجود ہم میں سے کتنے مسلمان بھائی ہیں جو اس کی فکر کر رہے ہیں کہ مرنے سے پہلے پہلے کم از کم میں اپنی روحانی بیماریوں سے پاک اور صاف ہو جاؤں؟ فلو ہو جاتا ہے، ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے، اس سے فائدہ نہیں ہوا تو وہ اور دوائی استعمال کرتا ہے اور تین چار دن کے بعد پھر فون کرتا ہے کہ کوئی افاقہ معلوم نہیں ہو رہا ہے، یہ جسمانی بیماریوں کے علاج کی تو اتنی فکر جو آخرت میں اجر وثواب کا باعث بن رہی ہے اور وہ روحانی بیماریاں جو جنت سے نکال کر جہنم میں پھینکنے والی ہیں، ان بیماریوں کے علاج کے لئے ہم نے کتنی فکر کی ہے؟ اللہ جل جلالہ عم نوالہ ہم سب کو اس فکر کی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے محفوظ فرمائیں، جسمانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا ذریعہ بنائے، آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے اور اللہ جل جلالہ عم نوالہ روحانی بیماریوں کی سنگینی کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے علاج کی فکر نصیب فرمائے۔

☆☆......☆☆

یاد رکھنے کی باتیں

شاعر اسلام سید امین گیلانیؒ

☆......اگر تم چاہتے ہو کہ تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں تو لازم ہے کہ ان کی اطاعت کرو۔

☆......ماں باپ کی خدمت توحید و رسالت پر ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی نیکی ہے۔

☆......کسی معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر ترک نہ کرو اور کسی معمولی برائی کو معمولی سمجھ کر اختیار نہ کرو۔

☆......گفتگو فضول ہو تو خاموشی اس گفتگو سے بہتر ہے، لیکن اگر گفتگو معقول ہو تو پھر گفتگو خاموشی سے بہتر ہے۔

☆......دن کو احباب میں مسکراہٹیں بکھیریں اور رات کو اللہ کے سامنے آنسو بہائیں، اللہ بھی خوش، بندے بھی خوش۔

☆......چغل خور کو میں نے کبھی معزز نہیں دیکھا اور کسی معزز کو چغل خور نہیں دیکھا۔

☆......تم کسی پر احسان کرو تو بھول جاؤ، اگر تم پر کوئی احسان کرے تو کبھی نہ بھولو۔

☆......انسانوں کی خدمت کے لئے زمین کی طرح بچھ جاؤ تم ان کی نظروں میں آسمان کی طرح بلند ہو جاؤ گے۔

☆......تم آزما کر دیکھ لو کہ خیرات کرنے والے کے رزق میں کمی نہیں آتی بلکہ بڑھتا ہے۔

☆......پانی، بجلی، پیٹرول، سوئی گیس اور ٹیلی فون کم خرچ کرنا دانائی کی نشانی ہے۔

☆......جس میں حلم نہیں، اس میں علم نہیں۔

☆......دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ملتا ہے اور ذکر کی توفیق رزق حلال کھانے سے ملتی ہے۔

☆......کھانے سے پہلے (بسم اللہ) کہنا اور کھانے کے بعد (الحمد للہ) کہنا رزق میں برکت کے لئے ایک مجرب نسخہ ہے۔

☆......عدل بڑا مشکل کام ہے، جس نے اس میں کامیابی حاصل کر لی اس پر اتنی رحمت کی جائے گی کہ دنیا میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

☆......جب تمہارے ساتھ کوئی شخص نیکی کرے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور کوئی برائی کرے تو صبر کرو۔

☆......ایک نیک خصلت شخص کی بیوی نے کہا کہ یہ ہمارے ہمسائے ہمیں اکثر تنگ کرتے رہتے ہیں، آپ پھر بھی ان سے دوستی رکھتے ہیں؟ تحائف بھیجتے رہتے ہیں، اس نیک خصلت شخص نے کہا: وہ اگر اپنی بدعادت نہیں چھوڑتے تو ہم اپنی نیک عادات کیوں چھوڑیں۔

☆......رشوت اور حرام کے مال سے پلی ہوئی اولاد کبھی تابعدار نہیں ہوگی۔

☆......رشوت خور کو دلی سکون اور راحت کبھی بھی نصیب نہیں ہوتی، وہ دل کے سکون اور راحت کے لئے جتنی زیادہ رشوت لیتا ہے اتنا ہی قلبی اضطراب اور روحانی عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

☆......آنکھ کے اندر جو تل ہے اگر تم اس سے کائنات کا نظارہ کر سکتے ہو تو سینے کے اندر جو دل ہے اس سے کائنات والے کا نظارہ بھی کر سکتے ہو۔

☆......تم نے کبھی غور نہیں کیا تمہارے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ۱۸ کا ہندسہ اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ۸۱ کا ہندسہ درج ہے۔ دونوں کو جمع کریں تو ننانوے بن جاتے ہیں اور ننانوے ہی اسماء الٰہی ہیں۔ جب دعا کے لئے ہاتھ پھیلاؤ تو اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں کی برکت کا تصور کر لیا کرو، اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ یہ ہندسے تو سب جاہلوں اور کافروں کے ہاتھوں پر بھی ہیں تو سمجھ لو کہ جاہل اپنی جہالت کی وجہ سے ان کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ

سید احمد حسین زید

کسی فرد یا شخصیت کی کامیابی، سرخروئی اور کامرانی کا اعجاز یہ ہوتا ہے کہ اس سے فیض یافتگان کی اس سے الفت، محبت، وارفتگی، شیفتگی، اطاعت اور اتباع کا جذبہ اس قدر پختہ ہو کہ مرور ایام اس کے اثرات کو مٹانا تو درکنار بلکہ مدہم کرنے میں بھی ناکام و خاسر رہتے ہیں، بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کہ گزرتے ہوئے ایام کے ساتھ یہ رنگ اور نکھرنے لگتا ہے اور محبت کا یہ جادو سر چڑھ کر بولنے لگتا ہے۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی تاریخ کی ایسی ہی نابغہ شخصیت ہیں کہ دار الفنا سے دار البقا کے سفر پر انہیں گئے ہوئے نصف صدی ہونے کو ہے، مگر ان کے محبان آج بھی اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگنے کو ہی سعادت و کامرانی گردانتے ہیں، جس جس نے محبت کی آنکھ سے اس ماہی کا دیدار کیا ہے، اس خطیب کی آواز سے اپنے کان آشنا کئے ہیں اور ان کے ساتھ چار گام چلے ہیں تو ان کی نظروں میں اب اور کوئی بھاتا ہی نہیں ہے، وہ آنکھیں آج بھی ان کی دید کی متلاشی اور وہ کان آج بھی اس آواز کے لئے بھٹکتے ہیں، ان کے لئے امیر شریعتؒ کا تذکرہ، امیر شریعتؒ کی باتیں اور امیر شریعتؒ کا تصور ہی خوش کن اور جانفزا ہوتا ہے، وہ کسی بھٹکے ہوئے آہو کی طرح ادھر ادھر جلوہ محبوب کے لئے بیتاب دکھائی دیتی ہیں۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا قافلہ بھی عجب قافلہ تھا، قافلہ سالار تو تھا ہی بے مثل مگر دوسرے احباب بھی یگانہ تھے، ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے سے بڑھ کر تھا، اپنی جگہ ہر شخصیت ایک ادارہ، ایک انجمن اور ایک تحریک تھا، دشمن اور مخالف کے لئے تو شعلہ جوالا تھے تو باہم ابریشم کی طرح نرم، گداز اور عاجز تھے، ان کے ظاہری حال سے پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ یہی میر کارواں ہیں۔

امیر شریعتؒ کے محبین میں سے ایک شخصیت جناب صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ بھی تھے، ان کا گوجرانوالہ میں ۸۴ سال کی عمر میں ۳۱/دسمبر ۲۰۰۹ء کو انتقال ہوا، ان کی تدفین قبرستان کلاں گوجرانوالہ میں کی گئی، ان کی نماز جنازہ استاذ الحدیث مولانا عبدالقدوس قارن نے پڑھائی، وہ امیر شریعتؒ کے دیوانے اور ان کے ساتھ شریک سفر رہے۔ جناب صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ نے ۱۹۲۶ء میں لدھیانہ میں آنکھ کھولی، ان کے والد عبدالغفور بن محمد بخش شیخ انصاری تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور گوجرانوالہ کو مسکن ٹھہرایا، نہایت ہنس مکھ، مرنجاں مرنج، زیرک و فطین اور معاملہ فہم تھے، وہ جہاں ہوتے جانِ محفل بن جاتے، بڑے بڑے مسائل کو چٹکیوں میں حل کرنے کا قدرت نے ملکہ ودیعت کر رکھا تھا، معاشرتی مسائل کے حل میں تو خاص مہارت رکھتے تھے، کئی خاندانوں کی اجڑتی زندگیوں کو نہ صرف بربادی سے بچایا بلکہ خوشگوار بنا کر ہی دم لیا۔

جناب صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ کی شادی ان کے تایا جان کی صاحبزادی سے ہوئی، ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، بڑے بیٹے کا نام رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے نام پر رکھا،

اسلام کی تاریخ قربانیوں سے عبارت ہے

گوجرانوالہ (نامہ نگار) پاکستان کی موجودہ صورت حال کا تقاضا ہے کہ سیدنا حسینؓ کے نقش قدم کو راہنما بنایا جائے اور حکومت کو سیدنا عمر فاروقؓ کے راہنما اصولوں کے مطابق چلایا جائے، اسی صورت میں ہی دہشت گردی کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور ملک کا امن و امان بحال ہو سکتا ہے، اسٹوڈنٹس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سیدنا فاروقؓ اور سیدنا حسینؓ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقدہ جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد حمید المشرقی، مولانا امیر معاویہ ڈو، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عارف شامی، مولانا ڈاکٹر محمد افضل ہاشمی (کینیڈا)، صدر اسٹوڈنٹس عبدالرؤف گھمن، سرپرست سیّد احمد حسین زید، حافظ ابوبکر خالد، حافظ قاری محمد ناصر، حافظ محمد عدنان، ابوبکر مدنی، حافظ شاہ فیصل بلال حسان، حافظ محمد نعیم قادری، مولانا قاری محمد عمران صدیقی، ظہیر احمد ہاشمی نے کہا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے صحابہ کرامؓ کے اسوہ کو اپنانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیت ملک و ملت کا ناسور ہے، اس کے خاتمہ کے لئے جتنی بھی کوشش کی جائے کم ہے۔ عوام کو مرزائیت کے دجل و فریب سے بچانے کے لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنا ہوگی۔ مقررین نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ اور حساس عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی تاریخ قربانیوں سے عبارت ہے۔ دین کی سربلندی کے لئے حضرت امام حسینؓ نے قربانی دی ہے، ان کے پیروکار بھی دین کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کریں گے۔

حبیب الرحمن کی پیدائش لدھیانہ میں ہوئی، عزیز الرحمن اور احسان الرحمن قیام پاکستان کے بعد ہی پیدا ہوئے، اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام خود کیا اور ان میں حسن معاشرت، حسن اخلاق اور دینی لگن کی ایسی جوت جگائی کہ لوگ بھی معترف ہیں۔

دینی تحریکات میں بھرپور حصہ لیا، مجلس احرار اسلام ہند پھر مجلس احرار اسلام پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوکر ہر دینی سرگرمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، عموماً دینی محاذ ہو یا سیاسی و ملی تحریکات کا میدان، جو شخص بھی اس کا حصہ بنتا ہے، اس کی ازدواجی زندگی برباد ہوکر رہ جاتی ہے یا کم از کم الجھن اور تناؤ کا شکار ہوجاتی ہے، مگر صوفی عبدالکریم لدھیانوی مرحوم کا معاملہ الگ تھلگ ہی رہا، میاں بیوی میں ایسی یگانگت اور موافقت تھی کہ گھریلو زندگی ہمیشہ خوشگوار رہی، اس میں کبھی تناؤ تک نہ آیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گوجرانوالہ سے جس ابتدائی قافلہ میں حصہ لیا اس میں پیش پیش رہے۔ مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کی معیت اور خواجہ محمد صدیق، محمد عالم اور محمد عبداللہ عطر والوں کی رفاقت میں پہلا قافلہ رواں دواں ہوا تو پھر اس کے راستہ میں کوئی جابر و ظالم نہ ٹھہر سکا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے تعلق تو دیوانگی کی حد تک تھا، ان سے محبت انتہا درجے کی تھی، جب امیر شریعت علیل ہوئے اور انہیں لاہور لایا گیا تو اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر وہیں ڈیرہ لگالیا اور شاہ جیؒ کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کی تندرستی کے لئے ہمہ وقت دعا گو رہے۔

حضرت صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ کو اکابرین سے ملنے اور انہیں سننے کا خاص ذوق ودیعت ہوا تھا، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، امیر شریعتؒ، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، آغا عبدالکریم شورش کاشمیریؒ، حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مفسر قرآن صوفی عبدالحمید سواتیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اسعد مدنیؒ، محدث کبیر علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے ملاقاتیں ان کے لئے سرمایہ حیات کی حیثیت رکھتی تھیں۔ امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تو خاص لگاؤ تھا۔ حضرت لاہوریؒ کے مرید خاص تھے، حضرت لاہوریؒ کی حیات میں ان کے ہاں پابندی سے جانا معمول رہا، مسلک سے لگاؤ اپنی مثال آپ تھا، ہر چھوٹے بڑے جلسہ میں ضرور شرکت فرماتے، بیماری ہو یا سفر کی مشقت کوئی چیز سد راہ نہ تھی۔

صوفی عبدالکریم لدھیانویؒ نے بھرپور زندگی گزاری، ان جیسے مخلص کارکن اب خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں، انہیں جن اکابرین سے محبت تھی، اپنی اخروی نجات بھی ان ہی کے ساتھ سمجھتے تھے، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے کسی قسم کی مداہنت کا تو وہاں گزر نہ تھا لیکن مسلک حق کے تحفظ کے لئے بھی شمشیر بے نیام تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر کا وصال

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر اور بزرگ دینی راہنما الحاج حافظ بشیر احمد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے پسماندگان میں چھ صاحبزادے اور بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کی تدفین جلیل ٹاؤن قبرستان میں کر دی گئی ہے۔ نماز جنازہ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا حافظ محمد ثاقب، نائب امیر مولانا حافظ محمد ارشد، مولانا قاری محمد منیر، قائم مقام امیر الحاج عثمان عمر ہاشمی، حافظ احسان الواحد، حافظ محمد معاویہ، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، حاجی عبدالرحمن، سید احمد حسین زید، محمد امان اللہ قادری، اسٹوڈنٹس تحفظ ختم نبوت کے صدر عبدالرؤف محسن، پاکستان شریعت کونسل کے راہنما مولانا محمد نواز بلوچ، جمعیت اہل السنت والجماعت کے راہنما مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی، مولانا حافظ احمد اللہ، مولانا مفتی جمیل احمد، محمد یاسر رضوان، باوجوہ، سابق ڈپٹی میئر میاں محمد عارف ایڈووکیٹ اور دیگر عمائدین شہر نے شرکت کی۔

الحاج حافظ بشیر احمد جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے بانی ارکان میں سے تھے، انہوں نے ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے پنجاب اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا تھا، جامع مسجد نور میں ۳۰ سال تک نماز تراویح پڑھائی، وہ تحریک ختم نبوت تحریک مسجد نور اور دیگر تحریکوں میں سرگرم رہے اور قید بھی رہے، وہ گزشتہ بارہ سال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر اور قبل ازیں ایک مدت تک نائب امیر بھی رہے۔

خبروں پر ایک نظر

لاہور اور فیصل آباد کے علما کرام ملتان میں

ملتان (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

لاہور اور فیصل آباد کے علما کرام مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر مدیر جامعہ قادریہ باغبان پورہ لاہور، مولانا عبدالرزاق مدیر جامعہ محمدیہ فیصل آباد، مولانا سیف اللہ خالد مدیر جامعہ امدادیہ چنیوٹ، قاری محمد نعیم مدیر جامعہ بنات الاسلام فیصل آباد پر مشتمل ایک وفد علماء کرام اور مشائخ عظام کی خانقاہوں اور مزارات کی زیارت کے لئے ملتان آیا اور ملتان سے دین پور شریف، ہالیجی شریف اور سندھ کے دورہ پر گیا۔ ۸ محرم الحرام کو ناشتہ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں کیا۔ بعدازاں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جانشین امیر شریعت مولانا سیدابوذر بخاریؒ، ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

قلعہ کہنہ قاسم باغ پر شاہ رکن عالم کا مزار مرجع عوام وخواص ہے۔ حضرت شاہ رکن عالمؒ ۹ رمضان المبارک ۶۴۹ھ مطابق ۱۲۵۱ء کو پیدا ہوئے اور وفات ۷ جمادی الاولیٰ ۷۳۵ھ کو ہوئی، آپ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ مطابق ۱۱۷۱ء شیخ وجیہ الدینؒ کے ہاں پیدا ہوئے، آپ قریشی النسل تھے۔ آپ نے ملتان اور مضافات میں دین اسلام کی تبلیغ کی، جس سے ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپؒ ۷ صفر المظفر ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۲ء کوراہی ملک عدم ہوئے، یہ تغلق دور تھا۔

جامعہ خیرالمدارس میں مدفون عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی، ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی جالندھریؒ متوفی ۲ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق اپریل ۱۹۷۱ء جو مجلس کے بانی ناظم اعلیٰ اور بعدازاں امیر رہے۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیرالمدارس جالندھر و ملتان متوفی ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء جو اپنے وقت کے عظیم محدث، فقیہ، منتظم اعلیٰ اور شیخ طریقت تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے، نماز حنفی جیسی مقبول ترین کتاب تحریر فرمائی، جو ملک بھر کے مدارس عربیہ میں نورانی قاعدہ کے بعد حفظ کے بچوں کو پڑھائی جاتی ہے۔

امام القرأ حضرت قاری رحیم بخشؒ جو حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی کے شاگرد رشید اور ہمارے مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دریافت تھے، مولانا انہیں پانی پت سے ملتان لے آئے اور جامعہ محمدیہ کے نام سے مسجد سراجاں چوک حسین آگاہی میں اپنے قائم کردہ مدرسہ میں حفظ کا استاذ مقرر فرمایا اسی دوران پاکستان بن گیا اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھر چھوڑ کر ملتان آ گئے تو مولانا جالندھریؒ نے حضرت قاری صاحبؒ، طلبا کرام، تپائیاں، لائبریری سمیت مدرسہ کا تمام اثاثہ استاذ محترم کے سپرد کر دیا اور خود دعوت و تبلیغ اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں مصروف ہو گئے۔

حضرت قاری صاحبؒ فانی القرآن تھے، سفر حج کے لئے جامعہ سے جاتے اور واپس پہلے درسگاہ میں تشریف لاتے اور چھٹی کے وقت گھر تشریف لے جاتے، نصف صدی سے زائد خدمت قرآن میں مصروف رہ کر ۱۲ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۸۲ء کو انتقال فرمایا اور اپنے دونوں بزرگوں حضرت مولانا خیر محمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مذکورہ بالا وفد کو بہاولپور روڈ روانہ کر کے واپسی ہوئی۔

مفتی منظور احمد تونسویؒ کی رحلت

مولانا مفتی منظور احمد سابق مدرس وصدر مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان ۱۸ دسمبر ۲۰۰۹ء کو دماغ کی شریان پھٹنے سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم ایک منجھے ہوئے عالم دین اور مسائل دور حاضر پر نظر رکھنے والے مفتی تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا منظور الحق، حضرت الشیخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، مولانا علی محمدؒ، حکیم العصر مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم جیسے علماء کبار سے علوم نبوت حاصل کئے۔ ۱۹۹۰ء میں جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم مولانا فیض احمد رحمہ اللہ کی دعوت پر جامعہ میں مدرس اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لائے اور تقریباً ۱۹ سال جامعہ قاسم العلوم میں گزارے۔ مرحوم مرنجان مرنج شخصیت کے مالک، عالم دین اور سیاسی راہنما تھے، سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے اور آج کل مولانا سمیع الحق مدظلہ کی جمعیت کے ضلعی امیر تھے۔ تحریک ہائے ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور تحریک نظام مصطفی ۱۹۷۷ء، شریعت بل کے نفاذ کی تحریک میں پروانہ وار حصہ لیا۔ مزاج میں حد درجہ سادگی تھی، سادہ سی دھوتی تہہ بند کے طور پر استعمال کرتے اور سر پر رومال، سواری کے لئے پرانی سائیکل تھی جس پر سوار ہو کر مختلف جامعات میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ جامعہ قاسم العلوم انتظامی طور پر دو عملی کا شکار ہوا، جس کا مرحوم کو بہت زیادہ صدمہ تھا، کیونکہ انیس سال سے جامعہ میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے چلے آرہے تھے، ان کے سامنے ان کا گلشن اجڑ رہا تھا، جس کا دکھ یوں تو ہر دین دار مسلمان کو تھا، لیکن چونکہ آپ اس گلشن کے مالیوں میں شمار ہوتے تھے۔ یقیناً اس کا دکھ تھا اور اس کا

اظہار بھی فرماتے رہتے، مرحوم راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور علماء دیوبند کی تحقیق اور مسلک کو حرف آخر سمجھتے اور اپنے آپ کو علماء دیوبند کا کفش بردار سمجھتے تھے، اس لئے جب کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو تڑپ اٹھتے اور حسب استطاعت اس کا تعاقب کرتے، تونسہ کی سرزمین کے ایک قصبہ ہزارہ میں ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، جبکہ اعلیٰ تعلیم جامعہ دارالعلوم کبیروالا اور جامعہ قاسم العلوم سے حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف قاسم العلوم سے کیا، قسمت نے یاوری کی تو اپنے مادر علمی میں تعلیم و تدریس میں مصروف ہوگئے اور یہ سلسلہ تادم واپسیں جاری رکھا۔ جب ملاقات ہوتی تو ہنستے ہوئے "ان تلقیٰ اخاک بوجہ حسن" کا مصداق نظر آتے، آخر وقت تک ان کی چال ڈھال میں فرق نہیں آیا، وہی سادگی، وہی ٹوٹی پھوٹی سائیکل اور ملتان کے مصروف ترین روڈ۔

بہرحال موصوف ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے، جمعہ کی تیاری شروع کی، وضو کررہے تھے کہ دماغ کی شریان پھٹ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے چل بسے۔ رہائش شہر کے آخری کنارے کے قریب تھی۔ اطلاعات سے شہر کے علماء کرام، طلبا اور معززین ہزاروں کی تعداد میں "خان ویلج" کے علاقہ میں جمع ہوگئے۔ جامعہ قاسم العلوم کے استاد مولانا محمد اعزاز صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور راقم الحروف نے نمائندگی کی۔ موصوف کی میت آبائی علاقہ میں سپرد خاک کردی گئی۔

سعودی عرب میں گزشتہ سال ۱۹۱۶ غیر مسلموں کا قبول اسلام

سعودی عرب میں بغرض ملازمت دنیا کے مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے مقیم افراد کے درمیان وزارت برائے اسلامی امور کے تحت کام کرنے والے مکتب برائے دعوت و ارشاد کی جانب سے اسلامی دعوت کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے، اس کا اندازہ حال ہی میں ملنے والی ایک خبر سے لگایا جاسکتا ہے، سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض اور اس کے اطراف میں ان دعوتی و تبلیغی مساعی کی بدولت گزشتہ ایک سال میں ۱۹۱۶ افراد نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا ہے، اس حوالے سے ریاض میں قائم مکتب کے مدیر کا کہنا ہے کہ مکتب کی دعوتی و تبلیغی کوشش کی بدولت اب اوسطاً ہر دو گھنٹے کے بعد ایک شخص مسلمان ہورہا ہے، جب کہ گزشتہ سال کا اوسط چار گھنٹے تھا۔ اس سلسلے میں شیخ فواد بن عبدالرحمن الرشید کا کہنا ہے کہ ملک میں غیر مسلم مقیم افراد کے درمیان اسلام کی حقانیت کو پہنچانا ہمارا دینی فریضہ ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ حضرات شرک و بت پرستی سے تائب ہوجائیں اور اپنی دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی کامیاب بنالیں۔ انہوں نے بتایا کہ مکتب سے ریاض اور اس کے نواح میں ۲۳ دعاۃ اور مبلغین دعوتی فرائض انجام دے رہے ہیں جن کا تعلق مختلف ممالک سے ہے، چنانچہ اپنے اپنے ملکوں سے تعلق رکھنے والے ہم زبان افراد کے درمیان یہ مبلغین تقریر و تحریر اور خصوصی نشستوں کے ذریعے ان تک اسلام کی دعوت کو پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ مکتب کی جانب سے اردو، پشتو، بنگالی، تلگو، انگریزی، تامل، ملباری اور انڈونیشی زبانوں میں ماہر نہ صرف مبلغین موجود ہیں بلکہ مذکورہ زبانوں میں مختلف موضوعات پر کتب اور سی ڈیز مفت دستیاب ہیں۔ دعوتی نقطۂ نظر سے مکتب کی جانب سے رمضان المبارک میں افطار الصائم کے تحت ریاض کے علاقے میں ۹۷ مساجد میں ہر دن ڈیڑھ لاکھ روزہ داروں کے لئے افطار کا انتظام کیا جاتا رہا ہے۔ (ماہنامہ صراط مستقیم، برمنگھم)

یہودی نوجوان مسلمان ہورہے ہیں

ایک خبر کے مطابق اسرائیل میں رہائش پذیر ایک ۱۹ سالہ یہودی نوجوان دوشیزہ نے مکمل قلبی اطمینان کے بعد مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔ اسرائیلی اخبارات میں شائع شدہ اس خبر کے مطابق اس دوشیزہ نے اب مکمل اسلامی لباس اختیار کرلیا ہے اور پابندی سے قرآن مجید کی تلاوت بھی کررہی ہے، اس کا کہنا ہے کہ یقیناً یہودیت کو خیرباد کہہ کر میرا اسلام قبول کرنا اسرائیل میں آباد یہودیوں کے لئے ایک بڑا دھچکا ہے، میرا اسلام قبول کرنا میرے خاندان کے لئے زلزلہ کے مترادف ہے جبکہ میرے والد دائیں بازو کے یہودی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں جو عربوں کا سخت مخالف ہے، میں نے اپنے والدین کو بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی ہے، مگر انہوں نے انکار کردیا، مگر میں اپنے والدین کے ساتھ ہی رہ رہی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ اسلامی احکام کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرکے ان کا دل جیتوں، ویسے بھی بیرون اسرائیل آباد یہودی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد اپنے دین سے منحرف ہونے کی وجہ سے اسرائیلی حکومت کو تشویش لاحق ہے، اسرائیلی حکومت کا کہنا ہے کہ ۵۰ فیصد یہودی نوجوان غیر یہودی خواتین سے شادی کی غرض سے یہودیت کو چھوڑ چکے ہیں جو یقیناً ہمارے لئے بہت بڑا خسارہ ہے، نیز اسرائیلی اخبارات کے مطابق خود اسرائیل میں ہر سال سینکڑوں یہودی نوجوان یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہونے کا اعلان کررہے ہیں۔ (ماہنامہ صراط مستقیم، برمنگھم)

مولانا سعید احمد جلال پوری

یادِ رفتگاں

پروفیسر سید ذوالکفل بخاریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

۲۶؍ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ / مطابق ۱۵؍نومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار سعودی وقت کے مطابق دوپہر دو بجے، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سبط اصغر، سید وکیل شاہ صاحب کے لخت جگر، امیر احرار پیر جی سید عطاء المہیمن کے داماد، برادرم سید کفیل شاہ بخاری کے برادر خورد، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے شعبہ انگلش کے استاذ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے مرید و مسترشد اور صالح و متقی نوجوان جناب پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ سے پڑھا کر واپس آتے ہوئے روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمی۔

خانوادہ بخاری، دار بنی ہاشم اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان سے منسلک حضرات کے لئے پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری کا نام نامی اور اسم گرامی اجنبی اور نامانوس نہیں ہوگا اور وہ ان کے شعر و ادب اور تحریر و انشا کی صلاحیتوں سے بھی ناآشنا نہ ہوں گے۔

اے کاش! کہ یہ روسیاہ ان کی زیارت و مخاطبت کے اعزاز سے بہرہ ور نہ ہوسکا، لیکن بعد از شہادت سعودی اور پاکستانی اخبارات میں ان کے وقیع تذکروں سے ان کی جلالت قدر اور خداداد صلاحیتوں کا کسی قدر اندازہ ہوا۔

ان کو سعودی عرب گئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا، یہی کوئی آٹھ نو سال ہوئے تھے اور وہ بھی کسی مرکزی شہر میں نہیں بلکہ سعودی عرب کے ایک دور افتادہ شہر املج میں ان کا قیام تھا اور ان کو جامعہ ام القریٰ منتقل ہوئے ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا، مگر بایں ہمہ ”اردو نیوز“ جدہ نے ان پر جس قدر مقالات، و مضامین اور تفصیلی بلکہ خصوصی فیچر اور صفحات شائع کئے، انہیں دیکھ اور پڑھ کر اندازہ ہوا کہ انہوں نے اپنے مختصر قیام سعودی عرب میں اپنا کتنا بڑا حلقہ بنا لیا تھا اور انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس جدید طبقہ کو کس قدر اپنا گرویدہ بنالیا تھا؟ اور اخباری برادری سے اپنی خداداد صلاحیتوں کا کس طور پر لوہا منوالیا تھا؟۔

برادر عزیز جناب مولانا احمد عبدالقیوم گلگتی متعلم جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ نے بتلایا کہ موصوف ایک فرشتہ صفت انسان تھے، عام طور پر انگلش پڑھے لکھے لوگ حاملین دین و مذہب کو خاطر میں نہیں لاتے اور ان کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، مگر موصوف نے جامعہ ام القریٰ کے انگلش استادوں کو اصلاح و ارشاد کی ایک لڑی میں پرو رکھا تھا اور پوری جامعہ کے اساتذہ ان کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کی صحبت کی برکت سے بہت سوں کے قبلے درست ہوگئے تھے۔ اسی طرح جدہ کی مجلس علم و ادب اور شعر و انشا میں ان کا ایک خاص وزن تھا، چنانچہ وہ چھٹی کے دنوں میں اپنے حلقہ احباب کو روحانی خوراک پہنچانے کے لئے جدہ کا سفر فرماتے تھے اور ان کے خوابیدہ و ٹھنڈے جذبات اور پژمردہ روح کو گرماتے۔

ان کے تفصیلی احوال کے لئے تو ماہنامہ نقیب ختم نبوت دسمبر ۲۰۰۹ء کا شمارہ دیکھا جائے۔ لیکن بہرحال ان کے حالات و کمالات اور استعداد و صلاحیتوں اور جلد دنیا سے رخصت ہوجانے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تیزی دراصل اسی وجہ سے تھی کہ ان کو تھوڑے دنوں میں زیادہ کام کرنا تھا، چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جب بعض حضرات کی حیات مستعار کسی قدر قلیل اور محدود ہو اور ان کے کرنے کے کام زیادہ ہوں تو غیر اختیاری طور پر ان کی رفتار کار میں تیزی آجاتی ہے، چنانچہ وہ سالوں کا کام مہینوں اور مہینوں کا ہفتوں اور ہفتوں کا دنوں میں کرلیتے ہیں اور اپنے حصہ کا کام جلدی جلدی نمٹا کر آناً فاناً جانب منزل رخصت سفر باندھ لیتے ہیں۔

دیکھا جائے تو جناب پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری شہیدؒ کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی اور حیات مستعار کی صرف چالیس بہاریں ہی دیکھیں تھیں کہ وہ شہرت و ناموری کی اس بام پر پہنچ گئے، جہاں عام طور پر لوگ ساری زندگی محنت کرکے بھی نہیں پہنچ پاتے۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں کہا گیا ہے: ”خوش درخشید ولے شعلہ مستعجل بود،،

مخدوم مکرم جناب پروفیسر ذوالکفل شاہ بخاری شہیدؒ کی رحلت خاندان بخاری کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، اور بطور خاص بوڑھے والدین اور ان کی بیوہ اور معصوم بچوں کے لئے بہت بڑا حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے اور ان کے معصوم بچوں کی کفایت و کفالت فرمائے۔

بایں ہمہ یہ امر لائق صد رشک ہے کہ ان کی

خواہش وآرزو کے عین مطابق انہیں حدود حرم میں موت آئی اور وہ بھی شہادت کی۔ مولانا احمد عبدالقیوم گلگتی صاحب کا بیان ہے کہ بوقت وفات ان کی اٹھی ہوئی شہادت کی انگلی ان کے کلمہ شہادت اور اعلان توحید کی واضح علامت تھی اور ان کے چہرہ کا اطمینان وسکون اور چہرے سے پھوٹتا ہوا نور ان کی سعادت کی علامات تھیں، پھر حرم مکہ اور مسجد الحرام میں قریب قریب ۱۵/۲۰ لاکھ کے اجتماع اور دنیا بھر کے اقطاب وابدال کا ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور احاطہ بنی ہاشم اور اپنی دادی حضرت خدیجہؓ کے قدموں میں تدفین کی سعادت کا اعزاز حاصل ہونا بھی ان کے "طبت حیا و میتا"، کی کھلی شہادت ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے خاندان کو اس سانحہ کے سہارنے کی ہمت نصیب فرمائے آمین۔ ادارہ بینات اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ اور کارکنان اس سانحہ کو اپنا ذاتی سانحہ سمجھتے ہوئے خاندان بخاری کے غم واندوہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ واکرم نزلہ۔ قارئین بینات سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں اور ایصال ثواب میں فراموش نہ فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوریؒ

۳ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ نومبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ دوپہر ایک بجے خانقاہ رائے پور کے چشم وچراغ، حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے برادر زادہ وخلیفہ مجاز، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے شاگرد وتربیت یافتہ حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوری قدس سرہ قریب قریب سو برس کی قابل رشک عمر گزار کر رحلت فرمائے عالم آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمی۔

حضرت مولانا عبدالجلیل قدس سرہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے برادر خورد جناب حافظ محمد خلیلؒ کے فرزند اکبر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے شاگرد خاص اور سخن دان تھے۔ آپؒ کی پوری تعلیم تقریباً مظاہر علوم سہارنپور کی علمی فضا میں ہوئی، آپؒ حضرت شیخ الحدیثؒ کے اخص تلامذہ میں سے تھے، چنانچہ آپ کو ایک عرصہ تک حضرت شیخ الحدیثؒ کے گھر میں رہنے کی سعادت اور اعزاز حاصل رہا۔ آپ کو اکابر اساطین علم وفضل کی صحبتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھانے کی سعادت میسر آئی۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ ایسے باکمال اکابر کی تعلیم وتربیت نے آپ کو سراپا زہد واخلاص اور سچ مچ کندن بنادیا تھا، آپ پر خانقاہ رائے پور کا ایسا رنگ چڑھا کہ آپ اپنے شیخ کی تصویر اور عکس معلوم ہوتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کی رحلت کے بعد آپ نے پاکستان میں اپنے شیخ کی خانقاہ اور رہائش گاہ ڈھڈیاں ضلع سرگودھا کو مستقل طور پر اپنا مستقر ومسکن بنالیا تھا۔

حضرت مولانا عبدالجلیلؒ کو اپنے شیخ حضرت رائے پوریؒ اور اپنے استاذ حضرت شیخ الحدیثؒ سے اور حضرت شیخ الحدیثؒ کو ان سے کس قدر تعلق اور محبت تھی؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث اور حضرت رائے پوری قدس سرہما کی تمام خط وکتابت کا واسطہ بلکہ مخاطب آپ ہی رہے۔ چنانچہ سوائے چند ایک خطوط کے تمام خطوط میں حضرت شیخ نے آپ ہی کو مخاطب فرمایا، اور بعض خطوط میں حضرت شیخ نے اپنے اس شاگرد کو بہت ہی اونچے الفاظ میں یاد کیا اور ان کے مقامات تصوف میں ترقی اور عروج کا اعتراف فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالجلیلؒ نے اس اعزاز اور محبت کی قدر دانی کا اس طرح مظاہرہ فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی آپس کی خط وکتابت کے تقریباً ۶۵۱ مکتوبات کو جو تقریباً سب ہی کارڈوں کی شکل میں تھے، نہایت اہتمام اور حسن وسلیقہ سے محفوظ کئے رکھا، اور بحمد اللہ! آج تک وہ سب کے سب ان کے پاس جوں کے توں محفوظ تھے، جبکہ حضرت رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی اس خط وکتابت کا عرصہ ۳۸ سال کے طویل زمانہ پر محیط تھا مگر مجال ہے کہ کوئی خط ضائع یا ادھر سے اُدھر ہوا ہو، چنانچہ حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی قدس سرہ اپنی کتاب "...قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے نام مکاتیب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ" میں لکھتے ہیں:

"......زیر نظر مکتوبات ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء سے ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء کے ۳۸ برس کے زمانہ پر محیط ہیں اور ان کی تعداد ۶۵۱ ہے، چند خطوط حضرت اقدس رائے پوری کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کو تحریر فرمائے گئے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب حضرت رائے پوریؒ کے چھوٹے بھائی حافظ محمد خلیل صاحب کے فرزند اکبر ہیں، حضرت شیخ کے شاگرد رشید، مظاہر علوم سہارنپور کے فاضل اور حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کے مجاز طریقت ہیں، اللہ پاک ان کی عمر مبارک میں برکت عطا فرمائے۔ تقریباً تمام خطوط حضرت اقدس رائے پوریؒ کی خدمت عالی میں جو توسط مولانا عبدالجلیل صاحب ارسال فرمائے گئے ہیں، البتہ ابتداء میں

کچھ مکتوبات براہ راست حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ انداز میں اور اعلیٰ القابات سے حضرت کو مخاطب کرکے رقم کئے گئے......'' (ص:۹)

حضرت شاہ صاحب حرف تشکر کے زیرعنوان مزید لکھتے ہیں:

''مرتب راقم الحروف اپنے ان تمام احباب اور دینی بھائیوں کی سعی وخدمات کا دلی اعتراف کرتا ہے جنہوں نے ان مکاتیب کی ترتیب واشاعت میں ہر ممکن تعاون فرمایا، سب سے اول ہم مخدوم مکرم حضرت مولانا عبدالجلیل مدظلہ، برادرزادہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے سپاس گزار کہ حضرت کے جملہ مکاتیب جو انہوں نے کمال حفاظت سے جمع کررکھے تھے، اشاعت کے لئے راقم ناچیز نفیس الحسینی کو مرحمت فرمائے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء...۔ (ص:۱۳)

الغرض ۳۸ سال پر محیط طویل عرصہ کی خط وکتابت کو جوں کا توں اس طرح حفاظت سے سنبھال کر رکھنا کہ ان میں سے کوئی بھی ادھر سے ادھر نہ ہو، یہ حضرت موصوف کی کرامت اور اپنے چچا جان، شیخ طریقت اور استاذ مکرمؒ سے کمال محبت وعشق کا مظہر ہے۔ حضرت مولانا عبدالجلیل قدس سرہ خانقاہ رائے پور اور اپنے اکابر ومشائخ کی روایات کے امین تھے۔ آپ عزلت نشین، تنہائی پسند اور نمود ونمائش سے کوسوں دور تھے، آپؒ پر بھی حضرت رائے پوریؒ کی نسبت کا پرتو تھا جس کی وجہ سے تردید باطل اور جہد وجہاد کی خوب خوب سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اصلاح وارشاد اور سلوک واحسان کی لائن سے بھی ہزاروں خوش نصیبوں نے آپ سے فیض پایا۔

شومئی قسمت کہ ناکارہ راقم الحروف کو حضرت کی زیارت کا شرف بہت بعد حاصل ہوا اور تعارف وملاقاتوں کا سلسلہ بھی بہت ہی مختصر رہا، غالباً دوبار لاہور سے قصد کرکے حضرت کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا، پہلی بار حاضری کے موقع پر جب راقم نے اپنا تعارف اور آمد کی غرض محض زیارت وملاقات عرض کی تو بہت ہی خوشی، محبت اور شفقت کا معاملہ فرمایا۔

آخری بار حاضری گذشتہ سال رائے ونڈ کے اجتماع سے فراغت کے بعد ہوئی۔ شومئی قسمت کہ راستہ خراب تھا، جس کی بناء عشاء سے کچھ پہلے حاضری ہوئی، خدام سے معلوم کیا تو حضرت خانقاہ کے کمرہ میں تشریف فرما تھے، چونکہ اس سفر میں مولانا زبیر احمد صدیقی مدیر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد بھی ہمراہ تھے، اس لئے بے تکلف اپنا اور ان کا تعارف کرایا، بہت ہی عنایت کا معاملہ فرمایا، اجازت پر پاؤں دبانے اور مٹھیاں بھرنے کی سعادت بھی حاصل کی، نماز عشاء کا وقت ہوا تو حضرت اپنے پاؤں پر چل کر مسجد تشریف لے گئے، حسن اتفاق کہ راقم اثیم کو بھی صف اول میں حضرت ہی کے قریب جگہ ملی۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کس قدر مشقت وتکلیف کے باوجود مکمل قیام، رکوع اور سجود سے نماز ادا فرمائی۔ چونکہ آپ کا قد مبارک اور خصوصاً گردن مبارک متناسب انداز میں طویل تھی، اس لئے بڑھاپے اور ضعف کی بناء پر پورے سیدھے کھڑے نہیں ہوسکتے تھے اور قعدہ میں ٹھیک سے سیدھا بیٹھنا بھی مشکل اور صعب تھا، مگر بایں ہمہ پوری نماز سنت کے مطابق ادا فرمائی، نماز اور نوافل سے فراغت کے بعد آپ خانقاہ تشریف لے گئے، راقم الحروف بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلتا کمرہ میں حاضر ہوگیا، آپؒ نے ہمارے لئے بطور خاص چائے اور تواضع کا اہتمام فرما رکھا تھا، تبرک سمجھتے ہوئے ماحضر تناول کیا، چائے پی، دعائیں لیں، اور یہ بھی پوچھا کہ اب حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلفاء میں سے کون کون باقی ہیں؟

اس پر آپ نے ہندوستان کے کسی علاقہ میں ایک خلیفہ کا نام بتلایا، دوسرے تبلیغی جماعت کے بزرگ الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب مدظلہ کا نام لیا۔ آپ نے تواضعاً اپنا نام نہیں لیا تو راقم نے عرض کیا اور تیسرے آپ؟

اس پر آپ نے تقریباً خاموشی اختیار فرمائی، اس کے ساتھ ہی میں نے عرض کیا: حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے فرزند جناب مولانا سعید احمد رائے پوری صاحب کے بارے میں بھی سنا ہے، اس پر آپ نے بس اتنا فرمایا کہ وہ اپنے مشائخ کے انداز سے ہٹ گئے ہیں۔

آخر میں مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے اکابر واساتذہ کی مشاورت سے اس سال مدرسہ میں پہلی بار دورہ حدیث شریف کا اجراء کیا ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ اس پر حضرت نے خوب خوب دعاؤں سے نوازا، بہرحال ہم نے اجازت لی اور مصافحہ ودست بوسی کی سعادت حاصل کرتے ہوئے خانقاہ سے باہر نکل آئے۔ کیا معلوم تھا کہ یہ آپؒ سے ہماری آخری ملاقات ہوگی۔

بعد میں متعدد احباب سے پتہ چلتا رہا کہ حضرت کے سامنے جب بھی اس ہیچمدان کا تذکرہ آیا، حضرت نے محبت کے الفاظ میں تذکرہ فرمایا: ان احباب میں سے ایک صاحب جن کا مجھ سے محبت کا تعلق ہے، جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے احوال سنائے تو حضرت نے پوچھا: کس سے تعلق ہے؟ انہوں نے راقم کا نام لیا تو

آپ رحمہ اللہ نے ان کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

اسی طرح ہمارے کراچی کے دوست جناب سعد بن اسعد صاحب کی جب ڈھڈیاں حاضری ہوئی اور انہوں نے راقم کا نام لیا تو بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا۔

سچ ہے ہمارے پاس اور تو کچھ نہیں، البتہ اکابر اولیاء اللہ کا حسن ظن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کے حسن ظن کی لاج رکھتے ہوئے آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

اس سال شروع ذوالحجہ میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے ایک دن اطلاع دی کہ حضرت مولانا عبدالجلیل کا انتقال ہوگیا ہے، بہت ہی دکھ اور قلق ہوا۔ مگر ہم اپنی محرومی پر افسوس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ تاہم بارگاہ الٰہی میں التجاء کرتے ہیں کہ: اے اللہ! ہمیں ان اکابر کے جانے کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ کرنا اور ان کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرمانا۔

اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ کی نماز جنازہ ڈھڈیاں میں ہوئی اور جنازہ کی امامت حضرت رائے پوری کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب نے فرمائی اور آپ کو اپنے شیخ اور چچا جان حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے پہلو میں احاطۂ خانقاہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔

باتوفیق قارئین کرام سے درخواست ہے کہ حضرت کو اپنی صالح دعاؤں اور ایصال ثواب میں شامل رکھیں۔

الحاج محمد الرحمٰن رحمانی.... شفیلڈ

۷ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ نومبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ امام الاولیاء حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری قدس سرہ کے خلف، امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، سابق صوبائی وزیر مذہبی امور حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ راولپنڈی اور سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یو، کے مولانا عبیدالرحمٰنؒ شفیلڈ کے برادر جناب الحاج محمد الرحمٰن طویل علالت کے بعد شفیلڈ یو کے میں راہی آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی۔

جناب الحاج محمد الرحمٰن صاحب استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے تیسرے نمبر کے فرزند تھے، اور آپ حضرت کامل پوریؒ کے گرامی قدر فرزندوں میں سے واحد ایسے تھے جو باقاعدہ عالم دین نہیں تھے مگر اپنی خاندانی روایات اور نسبی ملکات اور خصوصیات کے پیش نظر نہایت صالح اور متدین انسان تھے، آپ کا اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے تھا۔

جیسا کہ اس سے قبل بینات شعبان ۱۴۳۰ھ میں حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ مدیر جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے تذکرہ میں آچکا ہے کہ آپ ایک عرصہ سے اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ کی تقلید اور مشایعت میں انگلینڈ کے شہر شفیلڈ میں منتقل ہوگئے تھے اور زندگی بھر وہاں رہے، آپ اپنی خاندانی روایات کے مطابق خندہ رو، ملنسار، خوش اخلاق اور علماء، صلحاء کے قدردان اور ان کے میزبان تھے، آپ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے اکابرین سے گہرا تعلق تھا اور اس وقت خاندان رحمانی کے سرخیل اور بزرگ تھے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے آپ ہائی بلڈ پریشر شوگر اور گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے، گزشتہ سال جولائی ۲۰۰۹ء کے سفر انگلینڈ میں حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کی رحلت کے موقع پر ان سے حضرت قاری صاحبؒ کی تعزیت اور خود ان کی عیادت وزیارت کی غرض سے مرحوم کے گھر پر حاضری ہوئی تو بظاہر ہشاش بشاش مگر بہرحال کافی علیل تھے، تاہم بہت ہی محبت وشفقت اور اکرام کا معاملہ فرمایا۔ کچھ دیر آپ کی خدمت میں بیٹھنے اور دعائیں لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کسے معلوم تھا کہ یہ ان سے آخری ملاقات ثابت ہوگی؟ بہرحال مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق: ۷ ذو الحجہ ۱۴۳۰ مطابق ۲۵ نومبر ۲۰۰۹ء کو ان کا وقت موعود آن پہنچا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیائے دنی سے منہ موڑلیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور ادارہ بینات کے تمام کارکنان خصوصاً مدیر جامعہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، نائب مدیر مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، نے ان کے اعزہ، اقربا اور خاندان سے تعزیت کرتے ہوئے اس صدمہ کو اپنا صدمہ قرار دیا اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا فرمائی۔ قارئین بینات سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی ادعیہ ماثورہ اور ایصال ثواب میں ان کو فراموش نہ فرماویں۔

اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ

بقیہ: بائبل کا قومی تعصب...

ص:۱۰۱۵ پر اسے جعلی تسلیم کیا ہے، اسی طرح انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (مطبوعہ ۱۹۲۹ء، چودھواں ایڈیشن، ج:۱۳، ص:۲۳) کے مقالہ نگار نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کے بے ثبوت ہونے پر کلام کیا ہے۔

ایک اور اقرار تحریف

بعض مسیحی حضرات انجیل مرقس میں اسی مضمون کے ہم معنی دوسری آیت سے بھی سہارا لیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مر کر دوبارہ جی اٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ: ''تم دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو'' (مرقس، باب:۱۶/۱۵) مگر یہاں بھی وہی صورت حال ہے کہ بہت سے فاضل مسیحی علماء اور ماہرین بائبل کا صاف اعتراف ہے کہ مرقس باب:۱۶ کی آخری بارہ آیات جعلی اور الحاقی ہیں جیسا کہ بائبل کے نظر ثانی شدہ معیاری نسخہ (Revised Standard Version) میں لکھا ہے، اسی طرح بائبل کے نیو انٹرنیشنل ورژن میں اس طرح لکھا ہے:

"The earliest manuscripts and some other ancient witnesses do not have Mark 16:9-20-"

(N.I.V Bible P.722)

''قدیم مخطوطات اور کچھ پرانے نوشتوں (نسخوں) میں مرقس باب ۱۶ کی آیت:۹ تا ۲۰ موجود نہیں۔''

عربی بائبل (الکتاب المقدس) مطبوعہ لبنان ۱۹۹۵ء کے مترجمین حاشیہ میں لکھتے ہیں

''ما جاء فی الآیات ۹ الی ۲۰ لا یرد فی اقدم المخطوطات۔''

دیکھئے! یہ بائبل ٹرانسلیشن کمیٹیوں کے اہل علم اراکین اور دیگر مسیحی علماء و محققین صاف تسلیم فرمارہے ہیں کہ یہ آیات پرانے نسخوں میں موجود نہیں، ظاہر ہے کہ بعد میں کسی نامعلوم شخص نے اضافہ کیا ہے، اسی کا نام ''تحریف'' ہے۔ یاد رہے کہ مرقس باب ۱۶ کا یہ حصہ مسیحی عقائد کے لحاظ سے بڑا اہم ہے، اسے الحاقی تسلیم کرلینے کے بعد مسیحیت کی بنیادیں گر جاتی ہیں۔ بائبل کے بعض مقامات پر تحریف کا ہونا مسیحیوں کو بھی تسلیم ہے، ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے، گویا یہ ''مسلمہ تحریفات'' میں سے ایک نمونہ ہے، اس کے باوجود مسیحی لوگ خود فریبی کرتے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں کہ بائبل کا حرف حرف خدا کا کلام ہے، اس کا مصنف خود خدا ہے، یہ غلطی و تحریف سے پاک ہے اور اس طرح کی لاف وگزاف باتیں کرتے رہتے ہیں، ہم ان کی علمی مفلسی کا کہاں تک غم کرسکتے ہیں؟ دعا ہی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت عقل، ہدایت فکر اور توفیق طلب عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے خزانوں میں کمی نہیں لوگ ہی ارادہ جستجو نہیں کرتے ورنہ جو اس کی طرف رجوع کرے اسے ضرور اپنی طرف رستہ دکھادیتا ہے۔

☆......☆......☆

تبصرہ کتب

نام کتاب: معلوماتِ ختم نبوت (سوالاً جواباً)

تالیف: محمد متین خالد

ناشر: علم و عرفان پبلشرز، الحمد مارکیٹ–۴۰، اردو بازار، لاہور

عقیدہ ختم نبوت کو اسلام میں وہی حیثیت حاصل ہے جو ریڑھ کی ہڈی کو انسانی جسم میں، ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے، ایمان کے لئے کلمہ طیبہ کی طرح ختم نبوت کا اقرار اور یقین بھی ضروری ہے، جس طرح توحید کے اقرار کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی طرح ختم نبوت کا اقرار کئے بغیر بھی کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا، عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی شر انگیزیوں کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اس عقیدہ سے آگہی اور شعور فراہم کیا جائے، اس اہم موضوع پر بے شمار کتابیں شائع ہوچکی ہیں، لیکن معروف اسکالر محمد متین خالد کی نئی کتاب ''معلوماتِ ختم نبوت'' اس لحاظ سے اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے کہ یہ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر لکھی جانے والی خاص اور اہم کتابوں کا نچوڑ ہے، یہ کتاب عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر اسکولوں، کالجوں اور دینی مدارس میں منعقدہ انعام گھر اور دیگر کوئز مقابلوں میں پوچھے جانے والے ۳۰۰ سے زائد اہم سوالات اور جوابات کا مجموعہ ہے، جسے آپ ختم نبوت کا مختصر انسائیکلوپیڈیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ ''معلومات ختم نبوت'' عام فہم مختصر سوالات اور بھرپور علمی جوابات پر مشتمل ہے، سوال و جواب کے ذریعے ختم نبوت سے متعلقہ نہایت اہم موضوعات کے بارے میں مستند اور جامع معلومات کا بہترین انتخاب ایک جگہ پر اکٹھا کردیا گیا ہے جو ہر قاری کے ذہن پر دوررس اثرات رقم کرے گا۔

بقیہ: اعدائے اسلام کی تنگ نظری (اداریہ)

عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی مخصوص طرز کی عبادت گاہیں بنانے سے روک دیں، اس لئے کہ اگر مسجد کے میناروں کو مسلمانوں کی برتری کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے تو اسلام دشمنوں کی عبادت گاہوں کی مخصوص طرز تعمیر کو، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی برتری کی علامت کیوں نہیں قرار دیا جاسکتا؟ اگر سوئٹزر لینڈ کے لوگ مسلمانوں کے شعائر اور مسجد کے میناروں سے خائف ہوسکتے ہیں تو مسلمان عیسائیوں کے گرجوں اور صلیب کے نشانات سے کیونکر خائف نہیں ہوسکتے؟ اس لئے کہ یہودیوں اور صلیب کے پجاریوں نے تو عملاً پوری دنیا میں کشت وخون کا بازار گرم کررکھا ہے۔ دور کیوں جائیے! افغانستان اور عراق میں صلیب کے پجاریوں کا شرمناک کردار اور لاکھوں بے گناہوں کا قتل عام اس کی زندہ مثال ہے، جبکہ اس سے قبل ویتنام اور ہیروشیما کی تباہی بھی اسی صلیب کے پجاریوں کی درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی طرح فلسطین میں مسلمانوں کا قتل عام، مسلمانوں کو ان کی بستیوں سے بے دخل کرنا اور مسجد اقصیٰ پر قبضہ وغیرہ، یہودی بربریت کا شاہکار ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم اور مسلمانوں کے قتل عام سے بھی کوئی باشعور نا آشنا نہیں۔ اور اب تو خود پاکستان میں صلیبی گماشتے ڈرون حملوں کی شکل میں نہتے مسلمانوں کی بستیوں کی بستیاں اجاڑ رہے ہیں اور شہروں کے شہر کھنڈرات میں تبدیل کررہے ہیں۔

الغرض اگر سوئٹزر لینڈ کے عیسائیوں کو مسجد کے میناروں سے خوف آسکتا ہے اور وہ اس کے خلاف نام نہاد ریفرنڈم کے ذریعے قانون سازی کراسکتے ہیں تو کیا مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں بھی یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی مخصوص طرز کی عبادت گاہوں سے صلیبی سفاکوں، یہودی دہشت گردوں، ہندو قاتلوں اور سکھ درندوں کی سفاکی، دہشت گردی، قتل وغارت اور درندگی کا احساس ہوتا ہے؟ اور ہمیں بھی ان کے نشانات اور علامات سے ڈر لگتا ہے، لہٰذا اگر کسی اسلامی ملک میں اس طرح کی عبادت گاہیں یا کوہ قامت عمارتیں تعمیر ہوں گی تو ان سے عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور سکھا شاہی کے تسلط کا انجانا خوف وہراس پیدا ہوتا ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ دنیا بھر میں یہودی اور عیسائی اپنی مخصوص طرز کی عبادت گاہیں تعمیر کرتے ہیں اور ان کو اس کی مکمل آزادی ہے؟ پھر سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اس قسم کا گھٹیا قانون کیونکر وضع کیا جائے؟

کیا کبھی مسلمانوں نے بھی سوئٹزر لینڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ اپنی تنظیم ریڈ کراس... لال صلیب.. کا لوگو اور نشان ہٹائیں، اس سے عیسائیت کے تسلط کا اندیشہ ہوتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو مسلمانوں کی مساجد کے میناروں پر کیونکر پابندی لگائی جائے؟

اگر پوری دنیا میں یہودی اور عیسائی اپنی مادر پدر آزاد تہذیب کی اشاعت کے لئے آزاد ہیں اور کوئی ان کی راہ نہیں روک سکتا، تو سوال یہ ہے کہ یہ کون سے انسانی حقوق ہیں کہ مسلمانوں کی اذان، ان کی مساجد کے میناروں، مسلم خواتین کے حجاب اور پردہ پر پابندی عائد کرکے ان پر ان کی مذہبی رسومات، تعلیم وتعلم اور کسب معاش کے دروازے بند کئے جائیں؟

اگر کسی ملک کی عوام کی رائے اور ریفرنڈم کو اتنا ہی اہمیت ہے اور اس کا اتنا ہی پاس واحترام کیا جاسکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ گزشتہ نصف صدی سے فلسطینی عوام، یہودی دہشت گردی کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور اب تین دہائیوں سے افغان عوام جارح اقوام کے خلاف برسرپیکار ہیں، آخر ان کی رائے اور احتجاج کو کیوں درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا؟ اور ان پر ظلم وتشدد کے توڑے جانے والے پہاڑوں کا سدباب کیوں نہیں کیا جاتا؟

چشم بددور! اب تو پاکستان کی عوام بھی اپنے ملک وقوم اور اپنی املاک کو جبر واستبداد سے چھڑانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہی ہیں، مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور ''مرے کو مارے شاہ مدار'' کے مصداق الٹا ان مظلوموں کو ہی دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے، کیا پاکستانی عوام کو یہ حق نہیں کہ وہ جب متفقہ طور پر امریکی اور عیسائی جابروں کو اپنے ملک کی سرحدوں میں دراندازی سے روک رہے ہیں اور اس کے لئے باقاعدہ عوامی ریفرنڈم کے طور پر انہوں نے اس سے اظہار نفرت کیا ہے تو ان کی رائے کا احترام کیوں نہیں کیا جاتا؟

بہرحال مسلمانان عالم کو چاہئے کہ اس بین الاقوامی دہشت گردی اور جبر وتشدد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، اس لئے کہ جس طرح کل جہاد وحجاب پر پابندی لگنے پر ہم نے چپ سادھ لی اور اعدائے اسلام نے اس سے دوقدم آگے بڑھ کر مسجد کے میناروں پر پابندی کا قانون پاس کردیا ہے، اگر خدانخواستہ ہم نے اس کو بھی ٹھنڈے پیٹوں ہضم کرلیا تو اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر مساجد اور مسلمانوں کے دین ومذہب پر ہی پابندی نہ لگادی جائے۔ ولا فعل اللہ۔

خدا کرے مسلمانوں کا خفتہ ضمیر بیدار ہوجائے اور وہ اس خوفناک سازش کا ادراک کرتے ہوئے اس ظلم وبربریت کے خلاف بند باندھنے کی کوشش کریں، ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں رفتہ رفتہ دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان ہی مٹا دیا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

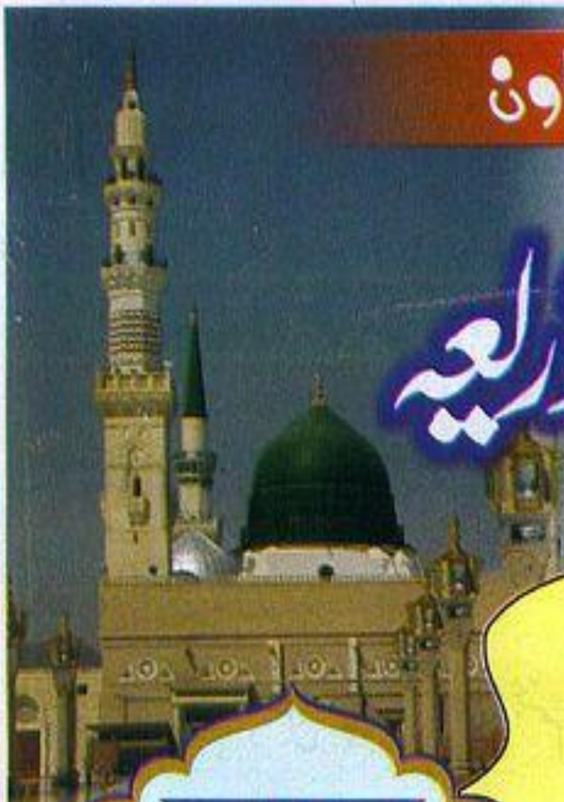

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔